بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا دینی، اِصلاحی تبلیغی اور تحقیقی رِسالہ

234

ماہ نامہ علم و عمل لاہور

رمضان ۱۴۴۴ھ

اپریل 2023ء

1 عصری و دینی تعلیم کا موازنہ

5 شبِ قدر کو متعین کیوں نہیں کیا گیا؟

7 خسارے سے محفوظ تین تجارتیں

11 سخاوت بھی رحم دلی سے ہوتی ہے

12 روزے رکھنے کی حکمتیں اور مصلحتیں

19 شبِ قدر کا حصول بذریعہ اعتکاف

29 چند دِن کی بات ہے!

33 اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ بندے

17+18 کاش! یہ رمضان میرے حق میں گولڈن بن جائے!

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے اور دوسروں کو لگوا دیجیے، یا بتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

ماہنامہ علم و عمل لاہور مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصری و دینی تعلیم کا موازنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:...

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الزمر، آیت:9)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے! کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟

میں یہ نہیں کہتا کہ عصری تعلیم ضروری نہیں، بلکہ صرف اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنی عقل اور دماغ سے ذرا یہ فیصلہ کرلیں کہ کون سی تعلیم کتنی فائدہ مند ہے اور کب تک؟ ظاہر ہے کہ عصری تعلیم آخری سانس تک فائدہ مند ہے، اور دینی تعلیم نہ صرف آخری سانس تک خود کے لیے بلکہ رہتی دنیا تک دنیا والوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے اور خود کے لیے آخرت میں فائدہ مند ہے اور دوسروں کی آخرت بہتر بنانے کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

اس لیے اب آپ نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے دنیا کمانا جو کہ دنیا کی حد تک ہی رہے گا کافی ہے یا کہ دونوں ہاتھوں، دونوں آنکھوں، دونوں کانوں اور زبان اور دل و دماغ سے دین کی تعلیم کی طرف توجہ کرنا یعنی خود حاصل کرنا یا اپنے کسی بیٹے یا بیٹی کا عالم بنانا کس قدر بڑا ذخیرۂ آخرت اور دونوں جہاں کی سرمایہ کاری بن سکتا ہے۔

آخرت کے حوالہ سے دونوں ہاتھوں سے کمائی کیسے؟

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: **فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰی اَدْنَاكُمْ** (سنن ترمذی، ابواب العلم، رقم الحدیث 2685، اِسنادہ حسن صحیح)

ترجمہ: عالم کی فضیلت عبادت گزار شخص پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ (ڈیڑھ لاکھویں) صحابی پر ہے۔

اب اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عالم دین بن کر ایک تسبیح ذکر کرنا عام عبادت گزار شخص کی ڈیڑھ لاکھ تسبیحات کے برابر ہے۔ اور ایک عالم دین کی ایک نماز عام عبادت گزار شخص کی ڈیڑھ لاکھ نمازوں کے برابر ہے، عالم دین کی تلاوت و دیگر عبادات عام عبادت گزار شخص سے ڈیڑھ لاکھ گنا زیادہ ہے۔ عصری تعلیم کا ڈبل ایم اے ہولڈر بھی عالم دین کا مقام نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ عالم دین نہ بن جائے۔

آئیے! پہلی فرصت میں سوچیے اور فیصلہ کیجیے کہ پورے پاکستان میں دینی مدارس میں داخلے عید الفطر کے تقریباً ایک ہفتہ بعد ہوتے ہیں۔ لہذا خود عالم بنئے یا اپنے کسی بچے بچی کو عالم بنایئے۔ اور عصری تعلیم کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ وہ بھی ساتھ جب مرضی حاصل کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم دین حاصل کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بانی

حضرت مولانا حکیم الامت مجدد الملت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ | مسیح الامت حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ | عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ | شیخ المشائخ الحاج محمد عشرت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

بہ برکتِ چہار سلسلہ: چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ

با برکت دعا: شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ — بانی جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

زیر سرپرستی: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ — شیخ الحدیث دار العلوم کراچی

مدیر: محمد عتیق الرحمن — مہتمم و ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مولانا عبد الرحیم — نائب ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور 0321-4200041

دینِ حق کا ترجمان

234

ماہنامہ علم و عمل لاہور

جلد نمبر: 21

شمارہ نمبر: 06

MONTHLY ILM-O-AMAL — رمضان ۱۴۴۴ھ / اپریل 2023ء

مشیران گرامی

مفتی محمد حسن صاحب استاذ الحدیث، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا عبد الرحمن صاحب مدرس: جامعہ اشرفیہ لاہور

قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر: ماہنامہ "محاسن اسلام"، ملتان

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد طیب الیاس صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

آپ اپنے رسالہ ماہنامہ "علم و عمل"، لاہور جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھئے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کو بتادیجئے یا لگوادیجئے

سرکولیشن مینیجر	مولانا زین العابدین صاحب، فون:	0331-4546365
معاون مدیر	مولانا محمد نوید جاوید صاحب، فون:	0302-4143044
مسئول عمومی لاہور	مولانا محمد سرور صاحب، فون:	0322-8405054

قیمت فی شمارہ ... 30 روپے

قیمت سالانہ ...... (مع ڈاک خرچ) 450 روپے

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجئے۔ رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

مدیر ماہنامہ علم و عمل نے ایشین پرنٹرز سے شائع کروایا

یہ رسالہ کسی کو ہدیہ دینے کے لئے یہاں آپ اپنی مہر یا نام لکھ سکتے ہیں

فہرست مضامین

عصری و دینی تعلیم کا موازنہ	1
سب ٹائٹل	2
اہلِ یہود کی ایک بُری خصلت	4
شبِ قدر کو متعین کیوں نہیں کیا گیا؟	5
روزے کے آداب اور قبولیت کی شرائط	6
خسارے سے محفوظ......تین تجارتیں	7
روزہ افطار کروانے کے فضائل	8
گراں قدر ملفوظات	9+10
سخاوت بھی رحم دلی سے ہوتی ہے	11
روزے رکھنے کی حکمتیں اور مصلحتیں	12
قدرتی آفات اور ہماری ذمہ داریاں	13، 14
عید الفطر کی رات کی فضیلت	15
روزہ کی تین اَقسام	16
کاش یہ رمضان میرے حق میں گولڈن بن جائے!	17+18
شبِ قدر کا حصول بذریعہ اعتکاف	19
صف اوّل کا دوسرے کے لیے اِیثار	20
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ایمان افروز واقعات	21
عید الفطر کی خوشی اور سنتیں	22
صدقۂ فطر کے مسائل	23
ماہِ رمضان میں عبادت اور دُعاؤں کا خاص اہتمام	24
بھلا کیا، بُرا کیا...جو کیا، صلہ پائے گا	25+26
بازار آباد ..... مساجد ویران	27
فضائل اعتکاف	28
چند دِن کی بات ہے!	29
مہر خوش دلی سے ادا کیجیے!	30
احترامِ انسانیت کے 2 بنیادی اُصول	31
عید! خوشی میں اظہارِ بندی	32
اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ بندے	33
جامعہ کے شب و روز	34

دو بہترین سفارشی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: روزہ اور قرآن کریم بندے کے لیے قیامت کے دن سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا، لہذا میری سفارش قبول فرمایئے اور قرآن کریم کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس کو رات میں نیند سے روکے رکھا میری سفارش بھی قبول فرمایئے۔ لہذا دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(مسند احمد، رقم الحدیث 6626، حسن لغیرہ)

اہلِ یہود کی ایک بُری خصلت

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (73)

ترجمہ: مگر دل سے ان لوگوں کے سوا کسی کی نہ ماننا جو تمہارے دین کے متبع ہیں، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ ہدایت تو وہی ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے، یہ ساری باتیں تم اس ضد میں کر رہے ہو کہ کسی کو اس جیسی چیز (یعنی نبوت اور آسمانی کتاب) کیوں مل گئی جیسی کبھی تمہیں دی گئی تھی، یا یہ (مسلمان) تمہارے رب کے آگے تم پر غالب کیوں آگئے۔ آپ کہہ دیجیے کہ فضیلت تمام تر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے، ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (74)

ترجمہ: وہ اپنی رحمت کے لیے جس کو چاہتا ہے خاص طور پر منتخب کر لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ (75)

ترجمہ: اہلِ کتاب میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس دولت کا ایک ڈھیر بھی امانت کے طور پر رکھوا دو تو وہ تمہیں واپس کر دیں گے، اور انہی میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار کی امانت بھی ان کے پاس رکھواؤ تو وہ تمہیں واپس نہیں دیں گے، مگر یہ کہ تم اُن کے سر پر کھڑے رہو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (75)

ترجمہ: ان کا یہ طرزِ عمل اس لیے ہے کہ انہوں نے یہ کہہ رکھا ہے کہ اُمیوں (یعنی غیر یہودی عربوں) کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہماری کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ اور (اس طرح) وہ اللہ تعالیٰ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (76)

ترجمہ: بھلا پکڑ کیوں نہیں ہوگی؟ (قاعدہ یہ ہے کہ) جو اپنے عہد کو پورا کرے گا اور گناہ سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔

ہر کام سلیقے سے کیجیے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب بھی کوئی کام کرے تو سلیقے اور عمدہ طریقے سے کرے۔

(المعجم الکبیر، رقم الحدیث: 448، اِسنادہ ضعیف)

شبِ قدر کو متعین کیوں نہیں کیا گیا؟

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اِس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع دیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں اِس لیے آیا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دے دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اُس کی تعیین اُٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھا لینا اللہ تعالیٰ کے علم میں بہتر ہو۔" (صحیح بخاری، کتاب فضائل القدر، باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر لتلاحی الناس، رقم الحدیث 2023)

لڑائی جھگڑے کا اَثر اِس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا کس قدر بُرا عمل ہے، کہ اِس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک سے شبِ قدر کی تعیین اُٹھالی، اگرچہ بعض وجوہ سے اِس میں بھی اُمت کا فائدہ ہوگیا لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا۔

شبِ قدر کو متعین کیوں نہیں کیا گیا؟ علمائے کرام نے شبِ قدر کو پوشیدہ رکھنے میں (یعنی مقرر کر کے یوں نہ بتانے میں کہ "فلاں رات کو شب قدر ہے") مختلف مصلحتیں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی حکمت اگر شبِ قدر کی تعیین باقی رہتی تو بہت سے کسل مند (سست لوگ) دوسری راتوں میں شب بیداری کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے، اور اَب مخفی ہونے کی صورت میں متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہوجاتی ہے۔

دوسری حکمت بہت سے لوگ ایسے ہیں جو گناہ کیے بغیر نہیں رہتے، شبِ قدر کے مقرر و متعین ہونے کی صورت میں اگر باوجود واقفیت کے گناہ کی جرأت کی جاتی تو سخت پکڑ کا اندیشہ تھا۔

تیسری حکمت اگر شبِ قدر کی تعیین باقی رہتی اور کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی، تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے بشاشت کے ساتھ کسی رات کا جاگنا نصیب نہ ہوتا، اور اب متعین نہ ہونے کی صورت میں بشاشت کے ساتھ رمضان المبارک کی چند راتوں کی عبادت شب قدر کی تلاش میں نصیب ہوجاتی ہے۔

چوتھی حکمت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رمضان المبارک کی عبادت کو لے کر فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، شبِ قدر مقرر و متعین نہ ہونے کی صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے، کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر میرے بندے رات بھر جاگتے ہیں اور میری عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شبِ قدر کی فضیلت و عبادت کی توفیق نصیب فرمائے آمین ثم آمین

القرآن الکریم: ترجمہ، رمضان کا مہینہ وہ (عظیم الشان) مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا (سورۃ البقرۃ آیت:185)

روزے کے آداب اور قبولیت کی شرائط

انتخاب
مولانا عبدالرحمٰن صاحب
ابن حضرت صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

1 لڑائی جھگڑے سے بچنا روزہ دار کو چاہیے کہ اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالی گلوچ، فحش کلامی اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رکھے۔ کیوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

(صحیح البخاری، باب من لم یدع قول الزور، رقم الحدیث 1903)

ترجمہ: جو آدمی (روزہ رکھ کر) جھوٹی باتیں، فحش گوئی اور بُرے اعمال کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ یہ کھانا پینا چھوڑے۔

یعنی روزہ رکھ کر بھی فحش گوئی اور بے حیائی کو نہ چھوڑا تو ایسے میں روزے کا اجر برباد ہو جاتا ہے۔

حضرت مجاہد تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غیبت اور جھوٹ روزے (کے ثواب) کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

2 غیبت سے بچنا روزہ دار کو چاہیے کہ غیبت سے بھی بچے۔ اس لیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے ناخن تانبے کے ہیں اور ان سے وہ اپنے سینے اور چہرے نوچ رہے ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ جو غیبت کرتے تھے۔ (سنن ابی داود: 4878، اسنادہ صحیح)

3 نگاہوں کی حفاظت کرنا نگاہوں کی حفاظت کرے، ہر ایسی چیز سے اپنی نظروں کی حفاظت کرے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہو۔

روزے کی حالت میں خاص طور پر درج ذیل چیزوں سے بچنا چاہیے: 1 جھوٹ بولنا 2 غیبت 3 چغل خوری کرنا 4 جھوٹی قسم کھانا 5 بدنظری کرنا۔

4 حرام سے بچنا اپنے پیٹ کو حرام لقمہ سے بچائے۔ حرام لقمہ ایمان کے لیے زہرِ قاتل ہے۔

5 اعتدال سے کھانا پینا افطار کے وقت زیادہ کھانے سے بچے، نفس کو صبح سے لے کر شام تک بھوکا پیاسا رکھا اور افطار کے وقت قسم قسم کے کھانے شکم سیر ہو کر کھائے گا تو نفس کبھی مغلوب نہ ہو گا جب کہ روزے کا مقصد نفس کو مغلوب کرنا ہے اور گناہوں سے بچنا ہے

6 خوب عبادت و بندگی کرنا زیادہ سونے سے بھی بچے، دن کو ذکر اور تلاوت میں گزارے، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خوب تھکائے تاکہ اچھی طرح بھوک و پیاس لگے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کو برداشت کرے اور اجر کی اُمید رکھے۔

7 قبولیت کی اُمید رکھنا افطار کے وقت روزہ کے قبولیت کی اُمید بھی رکھے اور روزے کے مردود ہو جانے سے ڈرتا بھی رہے۔

خسارے سے محفوظ... تین تجارتیں

ابو ناجیہ لاہور

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور جنہوں نے نماز کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اُس میں سے وہ (نیک کاموں میں) خفیہ وعلانیہ خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہ اُٹھائے گی۔“ (سورۂ فاطر، آیت:29)

مطلب یہ ھے: 1 جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اُس کے اَحکامات پر عمل کرتے ہیں۔ 2 جو لوگ اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ 3 جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں... یہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی وجہ سے ایسی دائمی وابدی نفع بخش تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی گھاٹا نہ کھائے گی کیوں کہ اِس سودے کا خریدار مخلوقات میں سے کوئی نہیں ہے، جو کبھی سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی قدر نہیں کرتا، بلکہ اِس سودے کا خریدار خود حق تعالیٰ ہوگا جو ضرور حسبِ وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن کی نفع رسانی کے لیے اُن کی قدر کرے گا، تاکہ اُن کو اُن کے اَعمال کی اُجرتیں بھی پوری پوری دے، اور وہ اُن کو اپنے فضل سے مزید بھی عطا کرے گا، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ”جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا اُس کے لیے اُس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے۔“

(سورۂ انعام، آیت:160) (بیان القرآن بہ تسہیل 227/3)

اِن تین نفع بخش تجارتوں کی اہمیت قرآن وحدیث میں جا بہ جا مذکور ہے، چند ایک ملاحظہ ہوں:

1 تلاوتِ قرآن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جس کو قرآن کریم، نے اور میری یاد نے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا میں اُسے اس سے زیادہ دوں گا جتنا میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے سارے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اُس کی اپنی ساری مخلوقات پر ہے۔“

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، رقم الحدیث:2926، اسنادہ حسن)

تلاوتِ قرآن پر اجرِ عظیم ملنے کا وعدہ ہے اور دُنیا و آخرت کے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

2 نماز کی پابندی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وہ لوگ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔“ (سورۂ نساء، آیت:162)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو یہ اُس کے لئے قیامت کے دن نور، دلیل اور نجات کا سبب بن جائے گی، اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرے گا تو وہ اُس کے لیے نور، دلیل اور نجات کا باعث نہ ہوگی، اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف (یعنی بڑے کافروں) کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد، عمرو:6576 اِسنادہ حسن)

بقیہ صفحہ:19 پر

الحدیث: فرشتہ کی پکار، ترجمہ: اے نیکی کرنے والے! (نیکیوں میں اور) آگے بڑھ۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث:682)

روزہ اِفطار کروانے کے فضائل

جناب
محمد عبداللہ
صاحب، لاہور

1 برابر ثواب روزہ افطار کروانے والے کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ (سنن ترمذی:807، اسنادہ حسن صحیح)

2 گناہ معاف روزہ افطار کروانے والے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ:1887 اِسنادہ صحیح)

3 جہنم سے نجات روزہ افطار کروانے والے کو جہنم کی آگ سے نجات دی جاتی ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ:1887 اِسنادہ صحیح)

4 روزہ افطار کروانے والے سے لیلۃ القدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، رقت پیدا ہو جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا ڈر دِل میں آنے لگتا ہے اور آخرت کا خوف نصیب ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ آنکھوں سے بکثرت آنسو نکلنے لگتے ہیں اور یاد رکھیے کہ دل کا نرم ہونا اور آنسوؤں کا نکلنا دونوں آدمی کی نیک بختی کی نشانیاں ہیں۔

(الترغیب والترھیب، رقم الحدیث 1448، اِسنادہ ضعیف)

اِفطار کروانا کس قدر آسان ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ)! ہم میں سے ہر ایک کو یہ استطاعت کہاں کہ کسی کو افطار کرواسکے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ پیٹ بھر کر کھانا کھلانے پر موقوف نہیں بلکہ ایک لقمہ بھی کسی کو کھلا دے اس پر بھی اللہ ربّ العزت یہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگر ایک لقمہ کی بھی طاقت نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور سے افطار کروا دیا، ایک لسی کا گھونٹ ہی دے دے، اگر یہ نہ بھی ہو تو کم از کم پانی کے گھونٹ سے بھی کسی کو افطار کروا دے تب بھی اللہ ربّ العزت یہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1887، اسنادہ صحیح)

افطار پارٹیوں سے پرہیز افطار کروانا کس قدر آسان اور بے انتہا اجر و ثواب والا عمل ہے۔ لیکن آج ہمارے معاشرہ میں روزہ کشائی کے جذبات تو ہیں مگر شریعت کے مطابق نہیں اس لیے یہ عمل "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق بن گیا ہے۔

روزہ جہنم سے دُوری کا سبب

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک دن کا روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان اتنی بری خندق حائل کر دیتے ہیں جتنی مسافت زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث 3574، اسنادہ حسن)

گراں قدر ملفوظات

اخذ و ترتیب
مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

جمعیتِ قلب کیسے حاصل ہو

جو یکسوئی حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی جمعیتِ قلب حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ہر وقت یہ نہ سوچتا رہے کہ جمعیت قلب حاصل ہوئی یا نہیں؟ یہ سوچتا رہے گا تو جمعیتِ قلب کبھی حاصل نہ ہوگی۔ ایک دفعہ ارادہ کرلے، دعا کرلے کہ یا اللہ! جمعیتِ قلب دے دیں۔ بس پھر بار بار نہ سوچے۔ جب کبھی جمعیت حاصل ہونی ہوگی حاصل ہوجائے گی۔ بار بار یہ بات سوچنا نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مناسب ہوگا خود عطا فرمادیں گے۔ بار بار سوچنا یہ خود جمعیت کے خلاف ہے۔ اپنی جمعیت توڑ رہا ہے۔ ایسے ہی یہ سوچنا کہ میرا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہوا ہے یا نہیں؟ جس کو سلوک الی اللہ اور سیر الی اللہ کہتے ہیں، یہ بھی نہ کرے۔ ایک دفعہ ارادہ کرلے اور دعا کرلے کہ یا اللہ! میری سیر الی اللہ پوری ہوجائے۔ اس کے بعد لگا رہے دوامِ طاعت اور کثرت ذکر میں، جو اصل مقصود ہے۔ کوئی طاعت کے خلاف کام نہ کرے اور ذکر کثرت سے کرے۔ خاص طور سے کلمہ طیبہ کا ذکر بہت زیادہ کرے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے۔ تاکہ کلمہ طیبہ دل میں رَچ جائے۔ جب یہ دل میں رَچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ اخیر وقت میں، زبان پر کلمہ طیبہ ہی ہوگا۔ اس کی بشارت احادیث میں آتی ہے۔ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (المستدرک للحاکم: 1842، اسنادہ صحیح)

یعنی جس کی آخری کلام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه ہو وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ یعنی بلا عذاب، بلا حساب سیدھا جنت میں داخل ہوجائے گا۔ اس لئے کلمہ طیبہ کا ذکر خاص طور پر زیادہ کرنا چاہئے۔ اس کا ثواب بھی تمام اذکار میں سب سے زیادہ ہے۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه فرمایا گیا ہے حدیث میں۔

بدعت باطنی

جیسے ظاہری اعمال وعقائد میں حد سے گزر جانا بدعت ہے۔ ایسے ہی باطنی اعمال میں حد سے آگے بڑھنا بدعت ہے لہٰذا حد کے اندر رہے۔ ضروری اخلاق کی اصلاح ہوچکی ہے، تو انہی اخلاق کو ٹھیک رکھنے میں مشغول رہے اور کوشش کرے۔ ان میں حد سے آگے نکلنا یہ بھی باطنی بدعت ہے۔ باطنی اعمال کی بھی حدود ہیں۔ باطنی حدود وہی ہیں جہاں تک شیخ نے پہنچا دیا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے محبت، اس متعلق شیخ نے بتا دیا، وہاں تک پہنچا دیا۔ اب یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اب مجھ سے ایسی محبت فرمائیں کہ میرے اعمال سے بھی زیادہ ہو۔ یہ حد سے آگے نکلنا ہے۔ کیوں کہ حد کے اندر یہ بات ہے کہ جتنے میرے اعمال ہیں اتنی محبت چاہنا، اس سے زائد کا مطالبہ حد سے زیادہ ہے۔

لذت میں زیادہ نہ پڑے

لذت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ

سے غافل نہ ہونا چاہئے۔لذت اتنی ہی حاصل کرے جتنی شریعت نے اجازت دی ہے۔لذتوں میں اتنازیادہ پڑنا کہ دین کے ضروری کام رہ جائیں یہ برا ہے۔تھوڑی بہت لذت حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔شریعت نے خودایسے کام بتادیے ہیں جس میں ضروری لذت پائی جاتی ہے جیسے نکاح کی خواہش ہے۔اس کوباعث ثواب قراردیا۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اس میں کیوں ثواب ہے؟وہ تو اپنی خواہش پوری کر رہا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگریہی خواہش کسی اور جگہ پر بغیر نکاح کے پوری کرتا تو اس وقت گناہ ہوتا۔اب بیوی نے اس کوگناہ سے بچالیا۔اس لئے یہاں اس کوثواب ملے گا،کیوں کہ یہ گناہ سے بچ گیا۔(صحیح مسلم،باب وصول ثواب الصدقۃ:1006)

شریعت نے ہماری ضروری لذتوں کالحاظ کیا ہے جیسے کھانا،پینا،سونا،نکاح وغیرہ۔ان سب میں ہماری ضروری لذتیں پوری کردی گئیں ہیں۔اس کے بعد ہم لذتوں میں حد سے زیادہ کیوں مشغول ہوں؟ گناہ کرنا حد سے آگے بڑھنا ہوگا۔

بندہ کامل کا حال کاملین (بندوں) کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ مستحبات پرایسے عمل کرتے ہیں جیسے واجبات پرعمل کیا جاتا ہے۔یعنی مستحبات کا اسی قدر اہتمام کرتے ہیں جس قدر اہتمام واجبات کا کرتے ہیں۔مستحبات کو چھوڑتے نہیں۔جب ہی تو ان کا ایمان کامل ہوتا ہے۔اس لئے جواپنے ایمان کو کامل کرنا چاہے،وہ مستحبات کا بھی اتنا ہی خیال کرے، جتنا واجبات کا کرتا ہے۔اگر مستحبات کو چھوڑتا ہے تو پھراس کا ایمان کامل نہ ہوگا بلکہ کمزور ہوگا۔اس لئے نفلی عبادات کی بھی اتنی فکر کرنی چاہئے جتنی فرض عبادات کی فکر کی جاتی ہے۔جب ہی اس کا ایمان اور دین کامل ہوگا۔اس لئے مستحبات کوترک نہ کرے کہ کبھی کیا کبھی نہ کیا۔بلکہ مستحبات کوبھی پوری احتیاط سے کرے،عمل میں لائے،کمزوری نہ ہونے پائے۔ کامل متقی وہی ہے جومستحبات کی فکرکرتا ہے۔مستحبات اور واجبات کا فرق چھوٹے درجے کےلوگوں کے لئے ہے،بڑے درجے کےلوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کے لئے مستحبات واجبات کی طرح ہیں۔

اے بندے مجھے پکار!معاف کروں گا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کا فرمان (حدیثِ قدسی) ہے: **اے انسان!** جب تک تو مجھے پکارے اور مجھ سے اُمید رکھے گا میں تجھے بخش دوں گا جن گناہوں میں بھی تو ہو اور مجھے کچھ پروانہیں۔

اے انسان! اگرتیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں،پھرتو مجھ سے معافی کا طلب گار ہوتو میں تجھے بخش دوں گا،اور مجھے کچھ پروانہیں۔

اے انسان! اگرتومیرے پاس آئے زمین بھرکرخطاؤں کے ساتھ،پھرتو مجھ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ تو نے میرے ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھہرایا تو میں ضرور تیرے پاس آؤں گا زمین بھر مغفرت کے ساتھ۔(ترمذی،باب فی فضل التوبۃ والاستغفار:3540،اِسنادہ صحیح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سخاوت بھی رحم دلی سے ہوتی ہے

حدیث شریف میں ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ (ابوداؤد، رقم الحدیث: 4941، صحیح لغیرہ)
تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخاوت ماہِ رمضان میں تیز آندھی سے بھی زیادہ تیز ہوتی تھی۔ (صحیح البخاری، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: 06)
یوں تو ساری زندگی انسان کو خیر خواہ اور سخی بننا چاہئے، لیکن ماہِ رمضان سخاوت کرنے کے لئے سب سے بہتر وقت اور مہینہ ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں سخاوت اور سخی کے لئے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! تمام سخی جنت میں ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور میں اس کا ذمہ دار ہوں"۔
(الترغیب والترھیب من البخل والشح، رقم الحدیث: 15، اسنادہ ضعیف)

سخاوت کی مختلف اقسام

لہٰذا مالی سخاوت بھی کرنی چاہیے، اور مہنگائی کے زمانہ میں مالی سخاوت کم ہو سکے تو دوسری سخاوتیں بھی بہت ساری ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بندہ کسی کی خدمت کر دے یہ بھی سخاوت ہے اور اچھی بات بتلا دے یہ بھی سخاوت ہے، اور نظروں کا اچھا استعمال بتلا دے تو یہ آنکھوں کی سخاوت ہے، اور محبت کی نگاہ سے ماں باپ کو اور بچوں کو دیکھ لے تو یہ بھی سخاوت ہے اور زبان کا اچھا استعمال بتلانا اور برے استعمال سے چن چن کر روکنا یہ زبان کی سخاوت ہے، اور اس کے علاوہ کانوں کا اچھا استعمال بتلانا کانوں کی سخاوت ہے، سحری کھلانا علیحدہ سخاوت ہے، افطاری کھلانا علیحدہ سخاوت ہے، سحری بنانا علیحدہ سے مزید سخاوت ہے، افطاری بنانا یہ بھی ایک قسم کی سخاوت ہے، اور سحری و افطاری کے بنانے میں یا تقسیم کرنے میں تعاون کرنا بھی سخاوت میں شامل ہے، کسی کو روزہ رکھوانا، کسی کو روزہ کھلوانا، کسی کو راشن دینا اور صدقہ فطر کو جلد از جلد ادا کر دینا سخاوت کی اقسام میں سے ہے۔ اگر آپ دکان دار ہیں تو چیزوں کو سستا کرنا بھی سخاوت میں سے ہے، ہاتھوں سے تعاون کرنا ہاتھوں کی سخاوت ہے، اور کسی بھی قسم کی سخاوت کی نیت سے چل کر جانا بھی سخاوت میں سے ہے، اور مالی طور پر امیر غریب دیکھے بغیر ہر ایک کو کھلانا پلانا حقیقی سخاوت ہے، اور اس کے علاوہ کسی ملازم کی ڈیوٹی کم کر دینا اور کسی غریب آدمی کو کم قیمت پر سودا دے دینا یا کسی کے قرضہ کو معاف کر دینا یا ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کر دینا یا کسی پر غصہ آیا ہو تو غصہ نہ نکالنا اور معاف کر دینا وغیرہ یہ سب کچھ رحم دلی پر مبنی ہے۔ جس بندہ کا دل ہی سخت ہوگا اس کے تو منہ پر بھی نشان بنے ہوں گے اور آثارِ غصہ نظر آتے ہوں گے وہ سخت دل کسی کو کیا معاف کرے گا کسی پر کیا سخاوت کرے گا سخت دلی اسے کنجوس بنائے گی اور لوگوں سے دور کروائے گی؟

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

الحدیث: ترجمہ، روزہ (خاص) میرے (یعنی اللہ تعالیٰ) لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔ (صحیح البخاری: 7492)

روزہ رکھنے کی حکمتیں اور مصلحتیں

مولانا محمد نوید جاوید حفظہ اللہ

ہمارا اس بات پر کامل یقین ہے کہ روزہ کی فرضیت میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں، اگر چہ ہماری عقل وفہم ان تمام حکمتوں اور مصلحتوں تک نہ پہنچ سکے، البتہ بعض حکمتیں جو سمجھ میں آرہی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1 روحانی قوت کا حصول خواہشاتِ نفسانیہ کو دبانے سے قوتِ روحانیہ کو تقویت ملتی ہے، روزہ میں کھانے پینے اور دیگر خواہشات کو شکست ہوتی ہے، جس کی وجہ سے لازمی طور پر روحانیت کو طاقت وقوت ملتی ہے، گویا روزہ کے ذریعہ انسانیت کی تشکیل وتکمیل ہوتی ہے

2 صحت وتندرستی کا حصول روزہ سے جہاں روح کو قوت ملتی ہے وہیں اس سے بدن کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اکثر اَمراض معدہ کی خرابی کی بناء پر پیدا ہوتے ہیں۔ چناں چہ کہا جاتا ہے کہ معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ تو اس کا علاج یہ ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جائے اور روزہ کے اندر یہی بات ہے کہ پیٹ خالی رکھا جاتا ہے اور روزہ دار بہت سے امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

3 صبرِ واستقامت کا حصول روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ روزہ دار کے اندر صبرو استقامت کی قوت پیدا ہوتی ہے جو انسان کے لیے بڑی خوبی کی چیز ہے، چناں چہ ماہرینِ نفسیات نے اپنے علم وتجربہ کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے کہ روزہ سے زیادہ ارادوں میں پختگی اور عزائم میں پائیداری پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔

4 جہاد کی تیاری کا حصول جہاد کے لیے صبرو اِستقامت ایک لازمی چیز ہے جو شخص اپنی ذات کے مقابلہ میں جہاد نہیں کر سکتا وہ اپنے دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا، جسے ایک دن کی بھوک پیاس پر صبر نہیں ہوتا وہ گھر بار چھوڑنے پر کیسے صبر کرے گا، اس لیے سال میں ایک ماہ کے روزے کا حکم دے کر صبر واستقامت کی مشق کروائی جاتی ہے تاکہ آدمی جہاد کے لیے تیار ہو جائے۔

5 نعمتوں کی قدر کا حصول روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر ومنزلت کا پتہ چلتا ہے۔ کیوں کہ جب تک آدمی کو بھوک وپیاس کی شدت کا احساس نہ ہو اسے کھانے پینے کی سچی قدر کیا ہوگی اور جب ان نعمتوں کی قدر معلوم ہوگی تو اس کا زیادہ سے زیادہ حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

خلاصہ: معلوم ہوا کہ روزہ کی مشروعیت سے مقصود انسان کو تنگی اور دشواری میں مبتلا کرنا نہیں ہے بلکہ روزہ سے مقصود روحانیت کو قوی کرنا، ارادوں میں استحکام پیدا کرنا، صبر واستقامت کا عادی بنانا، جسم کو امراض سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی انسانی دل میں قدر ومنزلت پیدا کرنا ہے۔

> حضرت ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: روزہ (رکھنے) کو لازم پکڑو کیوں کہ روزہ جیسی کوئی عبادت نہیں ہے۔ (نسائی:2220، اِسنادہ صحیح)

الحدیث: ترجمہ: جس نے ماہِ رمضان میں (پوری) تراویح پڑھیں اس کے پچھلے سب (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں (ابوداؤد:1371 اِسنادہ صحیح)

قدرتی آفات اور ہماری ذمہ داریاں

سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

جناب محمد طیب حنیف صاحب

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہمہ جہت وہمہ گیر تعلیمات کسی خاص شعبہ کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ آپ کی حیاتِ طیبہ اور تعلیماتِ مقدسہ کا کمال یہ ہے کہ وہ ہماری طبعی، روحانی، اور معاشرتی، غرض! ہر قسم کی حالتوں اور ضرورتوں کے لیے کامل اور جامع راہ نمائی فراہم کرتی ہیں۔ نظامِ حکومت ومملکت ہو یا نظامِ معیشت وتجارت، سیاست وانتظام کا ذکر ہو یا معاشرت واَخلاق، ہر معاملہ میں محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پوری انسانیت کے لیے اس سے وابستہ راہِ عمل کو واضح فرمایا ہے۔

اسلام کے بنیادی عناصر میں سے اخلاقیات وہ اہم ترین شعبہ ہے جس سے متعلق شریعتِ مطہرہ نے تعلقات کی کمی وبیشی، مکان کے قرب وبُعد، تنگ دست وفراوانی کے اختلاف سے مختلف مراتب متعین کر کے ہر ایک کا الگ الگ درجہ مقرر کیا ہے، جن سے عہدہ برآں ہونا ہر مسلمان کا فرضِ منصبی ہے، جس کے مرہونِ منت ہر مخلوق کو اس کا صحیح وفطری حق ملتا ہے۔

ہمارا وطنِ عزیز دو قومی نظریے کی بنیاد پر مختلف مراحل ومدارج کو طے کرتے ہوئے 14 اگست 1947ء کو نقشہ دنیا پر معرضِ وجود پر آنے والا ہمارا وطن عزیز ایک طرف تو ربّ ذی الجلال کے فضل وکرم سے بے شمار ذرائع معاش وپیداوار سے بہرہ یاب ہے، تو دوسری جانب اَنگنت مسائل ومصائب سے دوچار اس کی معیشت کی زبوں حالی کسی پر ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جس کو داخلی وخارجی ہر سمت سے چیلنجز کا سامنا ہے، نیز مسلسل قدرتی وناگہانی آفات کا نزول جس کے نتیجہ میں لاکھوں نفوس کا ضیاع، مکانات کا اِنہدام، لاکھوں ایکڑ زمینوں کا زیرِ آب ہونا یہ تمام آفات ومصائب ہمیں رجوع اِلی اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ کا فرمان ہے، ترجمہ: اور اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انہیں کم درجہ کے عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھائیں گے، شاید یہ باز آجائیں۔ (سورۃ السجدۃ، آیت: 21)

مسائل کا حل نیز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عمل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ فوراً اس کے حل کے لیے نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

(سنن ابی داود، باب وقت قیام النبی ﷺ: 1319، حسن لغیرہ)

نیز آپ کے تربیت یافتہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب طاعون عمواس کے نام سے وبا عام ہوئی، اور قحط سالی کا سخت ترین سامنا کرنا پڑا، ان دونوں موقع پر آپ نے نہایت زیرکی اور ہوشمندی سے کام لیتے ہوئے ان کے سد باب کا اہتمام کیا۔ (الفاروق، ص: 293 توصیف پبلی کیشنز)

لہٰذا سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور خلیفہ راشد کے عملی اقدامات کی روشنی میں چند ذمہ داریوں کی نشان دہی کی جاتی ہیں جو ارباب اقتدار وحکومتی عہدیداران، اور عوام پر عائد ہوتی ہیں۔

حکومتی عہدیداران پر عائد ذمہ داریاں

1 ناامیدی ومایوسی کی فضاء کوختم کرنا قوم کو مایوسی سے نجات دلاتے ہوئے ایسے مالیاتی نظام کا قیام عمل میں لانا جس کا مقصد مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور غربت واِفلاس کے سخت شکنجہ سے رہائی دلانا ہو۔

2 ترسیل امداد میں منظّم عمل اندرون وبیرون ملک سے آنے والی امداد کوشفاف ومنظّم طریقہ سے مستحق متاثرہ علاقوں تک پہنچانے کا انتظام کرنا، نیز امدادی سامان کی ترسیل میں آسانی کے لیے سڑکوں کی تعمیرو مرمت کے کاموں کوترجیحی بنیادوں پر پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ میں اہتمام فرمایا۔

(الفاروق علامہ شبلی نعمانی،293 توصیف پبلی کیشنز)

3 نقصانات کا تدارک زرعی پیداوار اگرکراس میں واقع کمی ونقصان کا دیگر ذرائع وروابط سے تدارک کیا جائے، نیز پڑوسی ممالک سے درآمد پر غور کیا جائے۔

4 منافع خورافراد کے خلاف عملی اقدام

منافع خوراور ذخیرہ اندوز مافیا کے خلاف سخت کریک ڈاؤن کیا جائے جو چندروزہ دنیاوی حصول تعیش کی خاطر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ زن ہیں۔

5 ملک وملت کے لیے ترقیاتی اقدامات

طویل المیعاد پالیساں وضع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اخباری ذرائع کے مطابق ہمارا دولا کھ تیس ہزارا یکڑ پانی ہر سال سمندر میں ضائع ہوتا ہے جب کہ کالا باغ ڈیم میں ۷۰ لاکھ فٹ پانی جمع کیا جانا ممکن ہے، جس سے وطنِ عزیز کوزراعتی نفع سمیت برآمد کرنے کی پوزیشن پر لایا جاسکتا ہے۔

عوام پر عائد ذمہ داریاں

1 رجوع اِلی اللہ

ان ناگہانی آفات کے ظاہری اسباب کوملحوظ رکھتے ہوئے ان کے روحانی عوامل کی جانب توجہ کرنا۔ نیز معاشرہ میں پروان چڑھتی برائی وفحاشی کی روک تھام کے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کو حکمت ودانائی سے ادا کرنا۔

2 متاثرہ افراد کی مالی امداد متاثرہ افراد کی معیشت و آمدنی کی بحالی تک مالی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا نیز یہ غیر مسلم اقوام کے سامنے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے کا زریں موقع ہے۔

3 تکلیف کا احساس آفت زدہ افراد کے دکھ درد میں شریک ہونا اورانہیں تسلی دینا، نیزان تماشابین افراد کی فہرست میں شمولیت سے اجتناب کرنا جوان متاثرہ افراد کی بیچارگی پر ویڈیو سازی اور تصویر کشی میں مصروف عمل غضبِ الٰہی کومول لیتے ہیں۔

4 عافیت کا سوال ان کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور عافیت کا خواستگار ہونا اور ہر ایسا جملہ زبان سے سرزد کرنے سے گریز کرنا جو بے باکی و دلیری کا ثبوت دیتا ہو۔

5 دعاءِ مغفرت کا اہتمام ان قدرتی آفات کی بھینٹ چڑھنے والے افراد کے لیے جوازروئے شرع شہادت حکمی کا درجہ رکھتے ہیں دعاؤں وایصال ِثواب کا اہتمام کرنا۔

الحدیث: ترجمہ، روزہ دار کیلیے افطار کے وقت سمندر کی مچھلیاں بھی دعاءِ مغفرت کرتی ہیں (مجمع الزوائد 4778 اسنادہ ضعیف)

عیدالفطر کی رات کی فضیلت

مولانا مفتی
محمد نوید خان صاحب لاہور

عیدین کی رات اور دن بڑے بابرکت دن ہیں۔ رمضان کے بعد شوال کا مہینہ ہے اور اس کی پہلی تاریخ کو عیدالفطر ہوتی ہے۔ عیدالفطر کے دن اور اس کے تابع ہو کر اس کی رات کی بھی بڑی فضیلت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ اس (عید) کی رات کا نام لیلۃ الجائزہ (آسمانوں میں) رکھا جاتا ہے۔ (شعب الایمان: 3421، اسنادہ ضعیف)

یعنی انعام والی رات۔ اس رات میں رمضان المبارک کی عبادت کا اجروثواب طے کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عیدین کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر (عبادت کے ساتھ) قیام کیا، تو اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مردہ ہو جائیں گے (یعنی قیامت کے دن)۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، باب عبادۃ لیلۃ العیدین 6518، اِسنادہ ضعیف)

پانچ قیمتی راتیں

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا (زیادہ) قبول کی جاتی ہے، جمعہ کی رات میں، عیدالاضحیٰ کی رات میں، عیدالفطر کی رات میں، رجب کی پہلی رات میں اور نصف شعبان کی رات میں۔ (مصنف عبدالرزاق، باب النصف من شعبان رقم: 7927، اِسنادہ صحیح)

(اس روایت کے بعد) امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ ان راتوں کے بارے میں بیان کیا ان سب کو میں مستحب سمجھتا ہوں، فرض نہیں سمجھتا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام و تابعین اعتکاف کرنے والے کے لئے اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ عیدالفطر کی رات اپنی (اعتکاف گاہ والی) مسجد میں گزارے، یہاں تک کہ وہ وہاں سے صبح کو جائے۔

عیدین کی راتوں میں عبادت کی فضیلت سے متعلق جو روایات آئی ہیں وہ اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن ضعیف روایات پر عمل کی جو شرائط پائی جاتی ہیں وہ ان روایات میں پائی جاتی ہیں اس لئے قابلِ عمل و بیان ہیں۔

عید رات میں بندگی

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا عیدین کی راتوں میں جاگنے پر اتفاق ہے۔ پھر صحیح بات یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگنے کی فضیلت رات کے ایک بڑے حصہ ہی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے تاہم بعض کی رائے یہ ہے کہ ایک گھڑی جاگ لینے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ عید کی رات کو زندہ رکھنا یہ ہے کہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور یہ پختہ ارادہ رکھے کہ وہ فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھے گا اور پھر پسندیدہ یہ ہے کہ رات کا ایک بڑا حصہ عبادت کے ساتھ جاگنے میں گزارے۔

الحدیث: ترجمہ، روزہ ایسی ڈھال ہے جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: 8386، اسنادہ صحیح)

مولانا منیر احمد صاحب علوی

روزہ کی تین اَقسام

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا اہم فریضہ ہے، یہ عبادت اپنی نوعیت اور فضیلت کے اعتبار سے امتیازی اہمیت کی حامل ہے۔

روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روزہ کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے...

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت:183)

حقیقت بھی یہی ہے کہ روزہ کے ذریعہ خواہشاتِ نفسانی کا قلع قمع ہو جاتا ہے، روزہ گناہوں اور منکرات سے بچنے کے لیے ڈھال اور بچاؤ کا کام دیتا ہے، روزہ سے روحانیت کی آبیاری ہوتی ہے اور دِل کی صفائی وقربِ الٰہی کے لیے بھی روزہ نہایت اہم وسیلہ ہے اس بناء پر فرزندانِ اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صرف نام کا روزہ نہ رکھیں بلکہ روزہ کی جو رُوح ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں، اور روزہ کے تقاضوں پر پوری طرح عمل بجا آوری کریں۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کے اسرار ورُموز بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ روزہ کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں: 1 عمومی روزہ 2 خصوصی روزہ 3 نہایت خصوصی روزہ۔

پہلی قسم عمومی روزہ کا مطلب واضح ہے کہ از روئے فقہ جن اعمال کے ارتکاب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے بچا جائے، یہ عام لوگوں کا روزہ ہوتا ہے۔

دوسری قسم خصوصی روزہ کا مطلب یہ ہے کہ مفسداتِ روزہ سے بچنے کے ساتھ ساتھ اعضاء وجوارح کو بھی ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھا جائے۔ یہ صلحاء کا روزہ ہوتا ہے۔

تیسری قسم اور نہایت خصوصی روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ ظاہری وباطنی مفسدات سے بچنے کے علاوہ دل کو غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونے تک سے محفوظ رکھا جائے یہ درجہ حضرات انبیاء علیہم السلام وصدیقین اور مقربینِ بارگاہ کو حاصل ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم 133/1)

ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اعلیٰ درجہ کے روزہ داروں میں اپنا نام شامل کروائیں تاکہ صحیح معنیٰ میں روزہ کے فوائد ومنافع سے مستفید ہوسکیں، اس لیے خاص کر روزہ کی حالت میں بدنظری، جھوٹ غیبت، غصہ، گالم گلوچ اور گانا وغیرہ سننے سے اپنے کو بچانا چاہیے ذرا غور فرمائیے! کیا آج ہمارا روزہ واقعی ان خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ روزہ رکھ کر بظاہر ہمارے معمولات اور مشاغل اور عادات میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہم ان کوتاہیوں کے باوجود اپنے کو رحمتِ خداوندی کا مستحق قرار دے سکتے ہیں؟ کاش! ماہِ رمضان کی برکات سے ہم پوری طرح مستفیض ہوسکیں، اور تقویٰ کی سعادت حاصل کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی ومددگار ہو آمین ثم آمین

الحدیث: ترجمہ، ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (شعب الایمان:3299 اسنادہ ضعیف)

ماہنامہ علم و عمل لاہور
مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاش! یہ رمضان میرے حق میں گولڈن بن جائے!

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتْبَاعِهِ اَجْمَعِيْنَ

آنے والے مہمان کے ساتھ بہترین اکرام کرنا چاہیے۔ جو مہمان ہمیں بہت کچھ دے کر جائے اور ہم اس کے ساتھ عزت واحترام والا سلوک اگر نہ کریں تو بہت بڑی ناانصافی اور زیادتی ہے۔

بیسیوں رمضان شریف گزر گئے مگر ہمیں اپنے اندر بہتری اور تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا۔ حالاں کہ ماہِ رمضان المبارک اگر ہمارے حق میں مبارک ہو جائے تو یہ ایک ایسا جمپ ہے جو نچلے درجہ سے یک دم اوپر کے درجات پر لے جاتا ہے۔ اور ہر چھوٹے بڑے گناہوں کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔

کاش! ہمیں ماہِ رمضان کو مبارک بنانے کی ترکیب آجائے۔ اور اس میں مقبول عبادات نصیب ہو جائیں آمین۔ اس سے بہترین وقت، اس سے بہترین زمانہ، اس سے بہترین ترقی کا زینہ، اس سے بہترین مقامات حاصل کرنے کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے بہترین جہنم کا دائمی بچاؤ شاید ہی کہیں اور نظر آئے۔

یہ بہترین صورت ہے کہ ہم ماہ رمضان شریف کو پہچانیں اور اس کے تقاضوں پر پورا پورا عمل کریں۔ یہ وہ مہمان ہے جو کائنات میں ایک بار آتا ہے۔ یعنی اس سال کا دوسرا رمضان کبھی نہیں آئے گا، ہر سال کا یہ پہلا و آخری رمضان ہوتا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں کے ماہِ رمضان میں لاپرواہی کا شکار رہے، تو آیئے اب کے رمضان شریف میں بروقت آئے ہوئے اس مہمان (ماہِ رمضان) کی قدر اچھی طرح کرلیں، یہ ہمارے حق میں نہ صرف سفارش کرے گا بلکہ بہت اونچا مقام اور گناہوں کی معافی اور جنت کے اندر داخلہ اور جنت کا دروازہ باب الریان ہمارے حصہ میں آسکتے ہیں۔

روزہ جیسا کوئی عمل نہیں! اِس لیے اس کی مکمل قدر یہ ہے کہ اس میں خیر کے دروازے کھلتے ہیں، شر کے دروازے بند کرنے کا موقع آسان کیا جاتا ہے۔ رحمت کے دروازے کھلتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جنت کو سجایا جاتا ہے، جہنم کو بند کیا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان شریف میں دنیا سے جانا پڑ جائے تو آخرت میں سہولتیں ہی سہولتیں ہیں جہنم کے دروازے وغیرہ بند ہونے کی وجہ سے۔

ماہِ رمضان کیا کیا گفٹ لایا؟

1 روزہ بخشش کا ذریعہ اور جہنم سے ڈھال ہے۔ نیکیوں میں اضافہ ہے گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، خواہشات اعتدال میں آتی ہیں، بھوک پیاس سے غریبوں کا احساس پیدا ہوتا ہے

2 ماہِ رمضان شریف میں تراویح کی روزانہ بیس رکعات پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ اور ہر رکعت کے

الحدیث: ترجمہ، تم روزہ رکھو اس لیے کہ روزہ بے مثال عمل ہے۔ (صحیح ابن حبان: 3426، اسنادہ صحیح)

ہر سجدہ میں خاص نیکی دی جاتی ہے۔اور بہت سی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

3 فرض نماز کا ثواب 70 گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ، باب فضائل شہر رمضان: 1887، اِسنادہ حسن)

4 نفل نماز کا ثواب فرضوں کے برابر کردیا جاتا ہے۔(صحیح ابن خزیمہ، باب فضائل شہر رمضان: 1887، اِسنادہ حسن)

5 قرآن کریم پڑھنے کا، سننے کا، سنانے کا اور دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

6 سرکش اور بڑے درجہ کے شیاطین قید کر لیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے گناہوں سے بچنا آسان ہوجاتا ہے۔

7 سبھی مسلمانوں کو روزہ کا حکم دینے کی وجہ سے روزہ رکھنا ایک آسان سا عمل بن جاتا ہے، جس کی برکتوں سے خواہشات سے بچنا بھی نصیب ہوجاتا ہے

8 سحری کھانا، افطاری کرنا نہ صرف پیٹ بھرنا بلکہ یہ عبادات ہیں۔

ہر رمضان کو آخری رمضان سمجھنا چاہیے

حدیث شریف میں ہر نماز کو آخری نماز سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے۔(ابن ماجہ، باب الحکمۃ: 4171، اسنادہ ضعیف) تو ماہِ رمضان شریف کے لیے بھی بلکہ ہر کام کے لیے ایک اصول معلوم ہوگیا کہ کوئی سفر ہو، کوئی روزہ ہو، کوئی میٹنگ ہو، کوئی آنا جانا ہو، کوئی تقریب ہو، ہر کام کو آخری کام سمجھ کر کرنا چاہیے۔خاص طور پر ماہِ رمضان شریف کو بہت ہی احتیاط کے ساتھ اس طرح گزارا جائے کہ شاید آئندہ سال یہ مہینہ نصیب نہ ہو۔اور یہ بھی سوچا جائے کہ میں نے اس مرتبہ اسی رمضان شریف کو اپنے حق میں گولڈن بنانا ہے اسی کے لیے ساری تدبیریں، کوششیں اور دعائیں کی جائیں اور تمام اعمالِ رمضان شریف کو بجالایا جائے۔اور اپنی زبان کو قابو میں رکھا جائے، اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے، اپنے کانوں کو غلط سماعت سے بچایا جائے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ مرد حضرات باجماعت تکبیر اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں، اور عورتیں گھر میں بروقت تمام نمازیں ادا کریں، فضول گوئی اور موبائل کے بے جا اور زیادہ استعمال سے بچا جائے۔ ٹی وی وغیرہ مکمل ماہِ رمضان شریف میں بند رکھا جائے۔سحری واِفطاری میں خوب دعائیں کی جائیں، صدقہ وسخاوت کا اہتمام رکھا جائے، لیلۃ القدر کا انتظار اور اس کی تلاش اور اس کی قدر کی جائے۔زندگی کی یہ خوب صورت بہاریں کسی کسی کو بار بار نصیب ہوتی ہیں۔اس لیے ہمیں بھی اپنی اس بار کی بہاروں کو حقیقی بہار اپنے حق میں بنالینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں مقبول نیکیوں بھرا رمضان شریف بار بار نصیب فرمائیں آمین ثم آمین۔

ختمِ قرآن کریم پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

حضرت ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن کریم ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع فرماتے اور اُن کے لیے دُعا فرماتے۔(المعجم الکبیر للطبرانی: 674، اِسنادہ صحیح)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحدیث: ترجمہ، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(مسند احمد: 7917، اسنادہ ضعیف)

شبِ قدر کا حصول بذریعہ اعتکاف

مولانا محمد انور شفیع صاحب

شبِ قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں رہنی چاہیے۔اور کوشش کرنی چاہیے کہ شبِ قدر کا کوئی لمحہ بھی عبادت سے غفلت میں نہ گزرے،اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''اعتکاف'' کی عبادت عطا فرمائی ہے۔جو آدمی رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرلے وہ شبِ قدر کی خیر و برکات اور ثواب سے محروم نہ رہے گا اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

شبِ قدر کے حصول کے لیے اعتکاف سے زیادہ حتمی اور یقینی ذریعہ کوئی نہیں ہے۔اگر آپ معتکف نہیں ہیں تو پوری رات کا مکمل طور پر عبادت میں گزارنا مشکل ترین امر ہے۔لیکن معتکف شخص اپنے اعتکاف کی بناء پر اگر سوتا بھی رہے گا تو وہ عنداللہ تعالیٰ عبادت گزاروں میں شمار ہوگا اور اس کی رات کا کوئی بھی لمحہ ضائع نہ ہوگا اسی لیے نبی اکرم ﷺ شبِ قدر کے حصول کے لیے اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے۔

شبِ قدر کی بشارت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا پھر درمیانی عشرہ میں آپ ایک ترکی خیمہ میں (مسجد کے اندر) معتکف رہے جس کی چھت پر چٹائی ڈالی گئی تھی۔ چناں چہ آپ ﷺ اپنے دستِ مبارک سے چٹائی ہٹا کر ایک طرف فرمائی اور لوگوں سے خطاب کرنا شروع کیا لوگ قریب ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شبِ قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ اُولیٰ کا اعتکاف کیا،پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا،پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ مبارک رات آخری عشرہ میں ہے،لہٰذا جو تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے وہ اعتکاف کرے پس لوگوں نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے وہ شب اس حال میں دکھائی گئی ہے کہ اس کی صبح کو میں پانی اور مٹی میں سجدہ کررہا ہوں۔چناں چہ 21 تاریخ کی صبح کی نماز میں بارش ہوئی مسجد (کچی تھی) جل تھل ہوگئی،تو جب آپ ﷺ کی پیشانی مبارک اور ناک مٹی اور پانی سے آلودہ تھی یہ اکیسویں شب کا قصہ ہے۔(صحیح البخاری:2027)

اس لیے جو حضرات شبِ قدر کے شوقین ہیں اُنہیں اعتکاف کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔

بقیہ،ص 7 کا

3 صدقہ وخیرات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً وہ جو صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ہیں،اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے اچھا قرض،اُن کے لیے اِس (صدقے) کو کئی گنا بڑھا دیا جائے گا،اور اُن کے لیے باعزت اجر ہے۔'' (سورۂ حدید،آیت:18)

جو لوگ صدقہ کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ جل شانہ کو قرض دیتے ہیں،اِس لیے کہ یہ بھی قرض کی طرح سے صدقہ دینے والوں کو واپس ملتا ہے،پس یہ بہت زیادہ معاوضہ اور بدلہ لے کر ایسے وقت میں واپس ہوگا جو وقت صدقہ کرنے والے کی سخت حاجت،ضرورت اور مجبوری کا ہوگا۔

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

صف اوّل کا
دوسرے کے لیے اِیثار

مولانا
محمد عمر فاروق صاحب لاہور

فقہاء کرام نے جو یہ فرمایا ہے کہ حق العبد مقدم ہے حق اللہ پر، درحقیقت اس میں ایثار کی تعلیم ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق پر غیروں کے حقوق کو مقدم کرنا چاہیے۔ فقہاء کرام اس کو اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیاء کرام اس کو ''اِیثار'' سے تعبیر کرتے ہیں، حاصل دونوں تعبیروں کا ایک ہی ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ فقہاء کرام نے صرف معاملات میں اس کا اہتمام کیا ہے اور صوفیاء کرام نے ہر امر میں اس کی کوشش کی ہے، حتی کہ عبادات میں بھی، فرائض اور واجبات کے اندر تو نہیں مگر مستحبات و فضائل میں وہ ایثار کرتے ہیں۔

دوہرا ثواب کمائیے! چناں چہ اگر کبھی کوئی صوفی صفِ اوّل میں کھڑا ہو جائے اور بعد میں کوئی بزرگ یا استاد یا شیخ آجائیں تو پیچھے ہٹ کر اپنے بزرگ اور استاد صاحب کو صفِ اوّل میں جگہ دے دیتے ہیں، جس طرح یہ حضرات خاص حالات میں صفِ اوّل میں جگہ دے دیتے ہیں اسی طرح یہ حضرات خاص حالات میں صفِ اوّل میں دائیں جانب کھڑا ہونے کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے، کیوں کہ اس طرح جو دائیں طرف جگہ خالی ہوگی وہاں استاد یا شیخ صاحب کھڑا ہوگا تو اسے زیادہ ثواب ملے گا۔ گویا دائیں طرف کے لیے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں

اس پر بعض خشک فقہاء اعتراض کرتے ہیں کہ صفِ اوّل کا ثواب چھوڑ دیا یا دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت سے محروم ہو گئے۔

ایک بہترین اُصول اس کا صوفیاء کرام یہ جواب دیتے ہیں کہ ایک مشہور شرعی قاعدہ ہے: **اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ** (جو کسی کی نیکی اور بھلائی کی طرف راہ نمائی کرے گا گویا وہ خود وہ نیکی کرنے والا شمار ہوگا)۔ اِس قاعدہ کی وجہ سے جس کو ہم نے صفِ اوّل میں کھڑا کیا ہے اور اس کو جو فضیلت اور ثواب ہماری وجہ سے حاصل ہوا ہے وہ ہمیں بھی ملے گا، ہم بھی صفِ اوّل کے ثواب سے محروم نہیں رہیں گے اور اس کے ساتھ ایک اور ثواب زائد ہمیں ملے گا وہ اس طرح کہ ہم نے اھلُ اللہ کی تعظیم کی، اس کا بھی بڑا ثواب ہے گویا ہم دوہرے ثواب کمانے والے ہوئے۔

صوفیاء کرام کا معمول غرض! اِیثار صوفیاء کرام کا بہت بڑا معمول ہے، بھلا بزرگوں کے ساتھ تو وہ کیوں نہ ایثار کرتے ان کی تو عادت جانوروں اور حشرات الارض کے ساتھ بھی ایثار کی ہے، کتابوں میں بہت ساری حکایتیں ان کی ملتی ہیں۔ ان علوم کی قدر صوفیاء کرام ہی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔

(از خطبات حکیم الامت 213/4)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں آمین ثم آمین

مولانا عبدالرحیم صاحب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو اس کے بعد لوگوں نے آپ کے سامان کی تلاشی لی تو ایک صندوق سامان میں مِلا جسے تالا لگایا ہوا تھا، جب لوگوں نے اس تالے کو کھول کر صندوق میں دیکھا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس میں درج ذیل وصیت درج تھی۔

وصیت کے الفاظ ترجمہ: عثمان کی وصیت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عثمان بن عفان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، اور اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو قبروں سے اُٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اسی شہادت پر عثمان زندہ رہا، اسی پر مرے گا، اور اسی پر اِن شاءاللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اُٹھایا جائے گا۔ اس کاغذ کی پشت پر کچھ عربی اَشعار لکھے ہوئے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"دِل کا غنا آدمی کو غنی بنا دیتا ہے، حتی کہ اسے بڑے مرتبہ والا بنا دیتا ہے، اگرچہ یہ غنا اسے اتنا نقصان پہنچائے کہ فقر اُسے ستانے لگے، اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو تم اس پر صبر کرو، کیوں کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ضرور آتی ہے، جو زمانہ کی سختیاں برداشت نہیں کرتا اُسے کبھی غم خواری کے مزے کا پتہ نہیں چل سکتا، زمانے کے حوادث ہی پر اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دینے کا وعدہ فرمایا ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اکیلے نماز پڑھنا

جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور انہیں گھر میں قید کر رکھا تھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ چند لوگوں کے ساتھ جن میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، باغیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو بھگا دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کر کے واپس آئے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نماز پڑھانے کا کہا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا: تم لوگوں نے امام کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے، میں تمہیں نماز نہیں پڑھا سکتا اور اکیلے نماز پڑھ کر گھر چلے گئے۔

(حیاۃ الصحابۃ، جلد دوم، ص: 155 تا 157)

روزہ گناہوں کا کفّارہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ماہِ رمضان کا روزہ رکھے اور اس کے حدود کی رعایت رکھے اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان سے بچے تو اس کے گزشتہ گناہوں کا کفّارہ ہو جائے گا۔

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 3433، اِسنادہ حسن)

الحدیث، ترجمہ: کھجور سے افطار کرنا باعثِ برکت ہے۔ (سنن ترمذی: 658، اِسنادہ حسن)

عیدالفطر کی خوشی اور سنتیں

حافظ
محمد اکرام
صاحب، قصور

عیدالفطر کی خوشی

ہم شرعی حدود کے پابند ہیں

روزوں کی عبادت مکمل ہونے کے نتیجہ میں منائی جاتی ہے۔اس لیے جس طرح شریعت نے روزوں کے احکام دیئے ہیں اسی طرح عید کے بھی احکامات دیئے ہیں۔اس خوشی میں ہم آزاد نہیں کہ جو چاہیں وہ کریں،اور جس طرح چاہیں خوشی منائیں بلکہ ہم شرعی حدود کے پابند ہیں۔اگر ہم ان حدود سے تجاوز کرکے خوشی منائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب وناراضگی کے مستحق قرار پائیں گے اور ہم شرعی حدود کی پابندی کریں گے تو یہ خوشی ہمارے لیے ایک عبادت کی حیثیت اختیار کرے گی۔اس خوشی والے دن تو ہمیں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے اس لیے کہ اس نے ہمیں ایک عظیم عبادت کی توفیق بخشی اور ان روزوں کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور ڈرتے بھی رہنا چاہیے کہ کہیں روزے ردنہ کردیئے جائیں،رمضان میں جو بھی کوتاہیاں ہوئی ہیں ان پر ندامت اور توبہ کرنی چاہیے۔

عیدالفطر کی سنتیں

عیدوالے دن مندرجہ ذیل اُمور تقریباً سب ہی لوگ کرتے ہیں لیکن اگران میں سنت کی نیت کی جائے تو یہی کام باعثِ اجروثواب بن جائیں گے:

1. شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا۔
2. غسل کرنا۔
3. مسواک کرنا۔
4. حسبِ استطاعت عمدہ کپڑے پہننا۔
5. خوشبو لگانا۔
6. صبح کو جلد اٹھنا۔
7. نمازِ عید کے لیے بہت جلد جانا۔
9. عید کی نماز میں جانے سے پہلے کسی میٹھی چیز کا کھانا مثلاً کھجور وغیرہ۔(صحیح بخاری،رقم الحدیث:953)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھا کر جاتے تھے اور عیدالاضحیٰ میں کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجائیں۔

(سنن ترمذی،رقم الحدیث:542،حسن لغیرہ)

9. عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا۔(ماخوذ از بہشتی زیور، عید کی نماز کا بیان،ص:299)
10. ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔(صحیح البخاری،رقم الحدیث:986)
11. سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا یہ کلمات کہتے ہوئے جانا: اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

(فتاوی عالمگیریہ،ص:149۔البحرالرائق،ص:158ج2)

12. آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عیدوالے دن صدقہ کی ترغیب دیتے تھے۔(صحیح مسلم:885)

مسئلہ: عید کی نماز سے پہلے اشراق کے نفل نہیں پڑھے جائیں گے اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نہ پڑھے جائیں،اگرچہ گھر آکر پڑھنا درست ہے۔

(صحیح البخاری،باب الخطبۃ بعد العید،رقم الحدیث:964)

الحدیث: ترجمہ،روزہ افطار کروانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔(شعب الایمان،رقم:3667،اسنادہ صحیح)

صدقۂ فطر کے مسائل

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

مسئلہ 1 جو مسلمان اتنا مال دار ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن قرض اور ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال یا اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یعنی ساڑھے باون تولے چاندی (تقریباً 612 گرام چاندی) کی قیمت کا مال، اسباب اور سامان ہے تو اس پر عید الفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ تجارت کا مال ہو یا تجارت کا مال نہ ہو، چاہے اس پر سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ اس صدقہ کو، صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۱]

مسئلہ 2 جس طرح مال دار ہونے کی صورت میں مَردوں پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر عورت مال دار، صاحب نصاب ہے یا اس کی ملکیت میں قرضہ اور ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال وغیرہ ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے مثلاً اس کے پاس زیور ہے جو والدین کی طرف سے ملا ہے یا شوہر نے نصاب کے برابر زیور عورت کو بطور ملکیت دیا ہے یا مہر میں اتنا زیور ملا جو نصاب کے برابر ہے تو عورت کو بھی اپنی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، البتہ اگر شوہر اس کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۱]

مسئلہ 3 جس آدمی پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے اس کو اپنے نابالغ لڑکے اور لڑکی کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۲]

مسئلہ 4 مال دار عورت پر اپنا صدقۂ فطر ادا کرنا تو واجب ہے، لیکن اس پر کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے۔ [ہندیہ ۱/۱۹۳]

مسئلہ: صدقۂ فطر کی مقدار گندم سے پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت، جو، کشمش اور کھجور سے ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۱]

مسئلہ 5 صدقۂ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، یعنی جہاں جہاں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، انہیں جگہوں میں صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے۔ [ہندیہ ۱/۱۸۸، ۱۹۴]

مسئلہ 6 صدقۂ فطر کے مستحق فقراء اور مساکین ہیں لہٰذا عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ بعض لوگ صدقۂ فطر کی رقم لے کر عید کی نماز سے پہلے تقسیم نہیں کرتے، یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۲]

مسئلہ 7 فطرہ کی رقم سے مسجد، مدرسہ، ہسپتال، ہسپتال کی مشینریاں یا آفس یا راستہ وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے۔ [ہندیہ ۱/۱۸۸، ۱۹۴]

مسئلہ 8 ایک صدقۂ فطر ایک آدمی کو دینا یا ایک صدقۂ فطر کئی مستحق لوگوں میں تقسیم کرنا، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ [شامی: ۳/۳۶۴]

مسئلہ 9 ایک آدمی کو ایک سے زیادہ صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے۔ [ہندیہ: ۱/۱۹۳]

مسئلہ 10 اگر صدقۂ فطر جنس (گندم یا جو وغیرہ) کی بجائے اس کی قیمت سے ادا کرنا... (بقیہ ص 31 پر)

مفہوم حدیث، ترجمہ: روزہ دار کو چاہیے کہ وہ بے حیائی کی باتیں نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 8971، اسنادہ حسن)

ماہِ رمضان میں عبادت اور دُعاؤں کا خاص اہتمام

مولانا زین العابدین حسنی

روزہ ہو یا دوسری عبادتیں ان کے مقاصد اور ان کے فوائد وثمرات اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب کہ ان کو پورے ذوق وشوق سے ان کے شرائط وآداب کے ساتھ انجام دیا جائے، اس کے بغیر مطلوبہ فوائد پوری طرح حاصل نہیں ہوتے، عبادات میں ذوق و شوق پیدا کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت وعمل ہیں اور ان کی شرائط وآداب جاننے کا سب سے بنیادی ذریعہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات وفرمودات ہیں۔ اس لیے آیئے ذیل کی سطروں میں یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کے سب سے حسین موسم رمضان المبارک کو کس طرح گزارتے تھے۔

عبادت اور دُعاؤں کا اہتمام

رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمہ جہت اور ہمہ گیر ہے، آپ ایک رسول تھے، داعی و مصلح تھے، حاکم وقت تھے، قاضی وفیصل تھے، قائد وسالارِ لشکر تھے، آپ پر خانگی وعائلی اور نہ جانے کون کون سی ذمہ داریاں تھیں، اور آپ بیک وقت یہ ساری ذمہ داریاں اس طرح بحسن خوبی انجام دیتے تھے، کہ کہیں کوئی خلل اور کمزوری نظر نہیں آتی، مگر ان تمام ذمہ داریوں واوصافِ حمیدہ میں جو سب سے نمایاں وغالب وصف ہے وہ آپ کی عبدیت وبندگی اور ذوقِ عبادت ہے، اَمن ہو یا جنگ ہو، سفر ہو حضر ہو، خلوت ہو یا جلوت ہو، آپ کو نمازوں کا اہتمام ملے گا، روزوں کی کثرت ملے گی، ذکر ومناجات ملے گی، آہ سحر گاہی ملے گی، لمبے سجدے ملیں گے، طویل دعائیں ملیں گی، رب تعالیٰ کے حضور عجز ونیاز ملے گا، حضور کی زندگی کے جس پہلو کو بھی چاہیں اٹھالیں، کوئی پہلو بھی عبدیت وبندگی سے خالی نہیں ملے گا۔

آمدِ رمضان پر نبی ﷺ کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی عام زندگی میں بھی آپ کی عبدیت وذوقِ عبادت کا پہلو بہت نمایاں وممتاز تھا۔

تو پھر ماہِ رمضان کے کیا کہنے! یہ تو طبع مبارک کے لیے خاص بہار ونشاط کا زمانہ تھا، ذوق عبادت اپنے عروج پر ہوتا، مشقت، ریاضت بڑھ جاتی، خوف وخشیت کا غلبہ ہوتا، دعاؤں میں اِلحاح وزاری کی کیفیت میں اِضافہ ہوجاتا، یہاں تک کہ مجاہدے کے اثر اور خوف وخشیت کے غلبہ سے آپ کا رنگ بدل جاتا، چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں، ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ جب ماہِ رمضان داخل ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا، نمازوں میں اِضافہ ہوجاتا، دُعاؤں میں خوب اِلحاح وزاری کرتے، خوف وخشیت کا غلبہ ہوتا۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث:3353، اِسنادہ ضعیف)

ماہ رمضان میں آپ کے یہ جو مختصر حالات اس حدیث میں بیان ہوئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہی شخص رمضان المبارک کی برکتوں سے صحیح طور پر فیض یاب ہوسکتا ہے جسے اس مبارک مہینے میں نیکیوں کی دھن لگی ہو، اس کے ایک ایک لمحے کی قدر کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہو، اور آخرت کے ثواب اور جنت میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے اپنے راحت وآرام کو چھوڑ دیتا ہو

الحدیث، ترجمہ: رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بھی مسواک فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی:725، اسنادہ حسن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھلا کیا، بُرا کیا... جو کیا، صلہ پائے گا

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

قرآن کریم کی متعدد آیات میں نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ انسان کی نیک بختی اور بد بختی اُس کے اعمال سے وابستہ ہے۔ اِنسان خیر و بھلائی کے کام کرتا ہے تو اُس کا فائدہ اسی کی ذات کو پہنچتا ہے اور اگر انسان شر و برائی کے کام کرتا ہے تو وہ اپنے لیے نقصان و ضرر کو مول لیتا ہے، اللہ تعالیٰ انسان کے عمل سے مستغنی و بے نیاز ہے، البتہ اچھے عمل پر انعام ملنے کا وعدہ اور برے عمل پر سزا ملنے کی وعید ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں یہ واضح طور پر مذکور ہے۔

1 سامانِ بصیرت

اللہ جل شانہ کا اِرشاد ہے: ’’(اے پیغمبر! اُن لوگوں سے کہو کہ:) تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے بصیرت کے سامان پہنچ چکے ہیں، اَب جو شخص آنکھیں کھول کر دیکھے گا، وہ اپنا ہی بھلا کرے گا، اور جو شخص اندھا بن جائے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اور مجھے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی ہے۔‘‘ (سورۃ الانعام، آیت: 104)

یعنی مجھ پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو زبردستی مسلمان کر کے کفر کے نقصان سے بچاؤں، میرا کام سمجھا دینا ہے، ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ (توضیح القرآن)

2 نیکی اور برائی

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ’’جو کوئی نیک عمل کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے، اور جو کوئی برائی کرتا ہے، وہ اپنے ہی نقصان کے لیے کرتا ہے، اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔‘‘ (سورۃ حٰم السجدۃ، آیت: 46)

اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم نہیں ہے، ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے، جیسا (عمل) کرے گا وہ ہی سامنے آئے گا، نہ کسی کی نیکی اُس کے ہاں ضائع ہوگی، نہ کسی کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی۔ (تفسیرِ عثمانی)

3 شکر گزاری اور ناشکری

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ’’اور جو کوئی شکر کرتا ہے، تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔‘‘ (سورۃ النمل، آیت: 40)

شکر گزاری کا نفع شکر کرنے والے ہی کو پہنچتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مزید اِنعامات ملتے ہیں، ناشکری کرے گا تو ربّ تعالیٰ کا کیا نقصان؟ وہ ہماری شکر گزاری سے بالکل بے نیاز اور بہ ذات خود کامل صفات اور کمالات کا مالک ہے، ہماری ناشکری سے اُس کی کسی صفت کمالیہ میں کمی نہیں آجاتی، یہ بھی اُس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا، ایسے کریم کی ناشکری کرنے والا پرلے درجہ کا بے حیا اور احمق ہے۔ (تفسیرِ عثمانی بہ تسہیل)

2 نفس کی پاکیزگی

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ’’اور جو شخص پاک ہوتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاک ہوتا ہے، اور آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف

لوٹ کر جانا ہے۔'' (سورۃ فاطر، آیت:18)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصیحت سن کر جو شخص مان لے اور اپنا حال درست کر لے تو اُس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کچھ احسان نہیں کیا، بلکہ اِس میں اُسی کا فائدہ ہے، اور یہ فائدہ پوری طرح اُس وقت ظاہر ہوگا جب سب اللہ تعالیٰ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔ (تفسیرِ عثمانی بہ تسہیل)

5 عبادت و رِیاضت اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

''اور جو شخص ہمارے راستے میں محنت اُٹھاتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے محنت اُٹھاتا ہے۔''

(سورۃ العنکبوت، آیت:6)

اللہ تعالیٰ کو کسی کی طاعت (نیک عمل) سے کیا نفع اور معصیت (بُرے عمل) سے کیا نقصان؟ وہ تو کلی طور پر بے نیاز ہے۔ ہاں! بندہ اپنے پروردگار کی طاعت (فرماں برداری) میں جس قدر محنت اُٹھائے گا اُس کا پھل دنیا و آخرت میں اُسی کو ملے گا، پس مجاہدہ (و رِیاضت) کرنے والے (اپنے دماغ میں) یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم خدا کے راستہ میں اتنی محنت کر کے کچھ اُس پر احسان کر رہے ہیں؟ (العیاذ باللہ) یہ اُس کا احسان (و کرم) ہے کہ خود تمہارے فائدے کے لیے (تمہیں) طاعت و رِیاضت کی توفیق بخش دے۔ (تفسیرِ عثمانی)

6 ہدایت و گمراہی اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

''(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے، اب جو شخص ہدایت کا راستہ اپنائے گا، وہ خود اپنے فائدے کے لیے اپنائے گا، اور جو گمراہی اختیار کرے گا، اُس کی گمراہی کا نقصان خود اُسی کو پہنچے گا۔''

(سورۃ یونس، آیت:108)

حق واضح طور پر دلائل کے ساتھ پہنچ چکا جس کے قبول نہ کرنے کا کوئی معقول عذر کسی کے پاس نہیں ہے، ربّ تعالیٰ کی آخری حجت بندوں پر تمام ہوگئی، اب ہر ایک اپنا نفع نقصان سوچ لے، جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ پر چلے گا دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا، جو اُسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے گا خود پریشان اور ذلیل و خوار رہے گا، اپنے بھلے برے کو خوب سمجھ کر ہر شخص اپنے مستقبل کا انتظام کر لے۔ (تفسیرِ عثمانی)

7 بخل و کنجوسی اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''اور جو شخص بھی بخل کرتا ہے، وہ خود اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے۔'' (سورۃ محمد، آیت:38)

تمہارا دینا خود اپنے فائدے کے لیے ہے، نہ دو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے، اللہ کو تمہارے دینے نہ دینے کی کیا پروا؟ (تفسیرِ عثمانی)

8 عہد شکنی اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''اس (بیعت) کے بعد جو کوئی عہد توڑے گا، اُس کے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑے گا۔'' (سورۃ الفتح، آیت:10)

بیعت کے وقت جو قول و قرار کیا ہے، اگر اُس کو کوئی توڑے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ و رسول کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا، اسی کو عہد شکنی کی سزا ملے گی، اور جس نے استقامت دکھلائی اور اپنے عہد و پیماں کو مضبوطی کے ساتھ پورا کیا تو اُس کو بدلہ بھی بہت پورا ملے گا۔

(تفسیرِ عثمانی) ... (بقیہ، ص:27 پر)

بازار آباد..... مساجد وِیران

مولانا منیر احمد صاحب علوی

عید کے قریب دکانوں کی چمک دمک قابل دید ہے، خاص طور پر جوتے اور کپڑوں کی دکانیں خریداروں سے بھری ہوئی ہیں۔ بلکہ یہاں ہر طرف ''صنفِ نازک'' کی حکمرانی ہے۔کوئی حیادار مرد اپنے دامن حیا کو ٹھیس پہنچائے بغیر اس مجمع سے گزرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جوں جوں رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں قیمتی ہوتی جائیں گی اور عید مبارک کا فاصلہ کم ہوتا جائے گا، بازاروں کی رونق بھی بڑھتی جائے گی۔ جو مسلمان دکان دار تہجد کے نام پر دو رکعت نماز پڑھنے پر کبھی اپنے آپ کو تیار نہ کر سکے وہ اب ساری ساری رات دکان پر جاگ کر گزار دیں گے، وہ عورتیں جنہیں پورے رمضان المبارک ایک جگہ بیٹھ کر ایک دو پارہ قرآن کریم پڑھنے کی توفیق نہ ہوسکی وہ آج کل رات دن بے پردہ دکانوں پر چکر لگاتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ ان راتوں میں تراویح پڑھنے اور قرآن کریم سننے کا تو گویا تصور ہی نہیں۔ بہت ہوگا تو ''الم ترکیف'' سے پڑھ کر احسان جتلایا جائے گا۔ جیسے جیسے عید قریب آتی جائے گی مسجدیں خالی اور بازار بھرتے چلے جائیں گے۔

فکرِ آخرت پیدا کیجیے! افسوس! جو زمانہ سب سے زیادہ برکت کا تھا اور جو متبرک ساعتیں سارے رمضان المبارک کا خلاصہ اور مکھن کی حیثیت رکھتی تھیں، انہیں ہم اپنے ہی ہاتھوں گنوانے کے عادی بن گئے ہیں، ہمارے اندر سے آخرت کی فکر نکل چکی ہے، اور دنیا کی زیب وزینت نے ہماری آنکھیں خیرہ کر دی ہیں۔ انہی سب خرافات کی بدولت ہم شب قدر جیسی عظیم الشان رات کی کماحقّہ عبادت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اور اس مبارک رات میں بھی نافرمانی ومنکرات میں مبتلا رہ کر اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ ہمارے دن ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے، جھوٹ بولتے ہوئے، غیبت کرتے ہوئے اور راتیں خوش گپیاں کرتے ہوئے گزرتی ہیں۔

اس لیے آئیے! عہد کریں کہ ماہِ رمضان المبارک کی جو نعمت ہمیں نصیب ہوئی ہے یا ہونے والی ہے ہم اس کی پوری طرح قدر کریں گے۔ اور ان تمام خرابیوں سے خود بچیں گے اور دوسروں کو بھی بچائیں گے جو آج ماہِ رمضان المبارک کے پُرنور زمانہ میں رائج ہوگئی ہیں۔

بقیہ، ص 26 کا

9 گناہ کا وبال اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ''اور جو شخص کوئی گناہ کمائے، تو وہ اُس کمائی سے خود اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔'' (سورۃ النساء، آیت: 111)

جو اپنے قصد (وارادہ) سے گناہ کرے گا اُس کا وبال تو اُسی پر پڑے گا اور اُس کی خاص سزا اُسی کو دی جائے گی کسی دوسرے کو سزا نہیں ہوسکتی، کیوں کہ ایسا تو وہ کر سکتا ہے جس کو واقعی بات کی خبر نہ ہو یا حکمت سے بے بہرا ہو، مگر حق سبحانہ وتعالیٰ تو بلا مبالغہ علیم (سب کے گناہوں سے باخبر ہے) اور حکیم (مناسب سزا تجویز فرمانے والا) ہے، وہاں اِس کی گنجائش کہاں؟ (تفسیرِ عثمانی)

فضائل اعتکاف

مولانا ابوسنان صاحب

اعتکاف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مستقل سنت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔(صحیح البخاری، رقم الحدیث:2026)

اعتکاف کی وجہ سے جہنم سے دوری

آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دن کا (بھی) اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنادیں گے جن کی مسافت آسمان و زمین (یا مشرق و مغرب) کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہوگی۔(المعجم الاوسط، رقم الحدیث:7326، اسنادہ حسن)

دو حج اور دو عمرے کا ثواب

حدیث شریف میں ہے ''جو شخص رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرے تو اس کا یہ عمل (ثواب کے اعتبار سے) دو حج اور دو عمروں جیسا ہوگا''۔(شعب الایمان:3680 اِسنادہ ضعیف)

حدیث میں ہے ''جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اِخلاص و ایمان کے ساتھ اعتکاف کیا تو اُس کے گزشتہ صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔(دیلمی)

اعتکاف کی وجہ سے فرشتوں کی ہم نشینی

آپ ﷺ نے ارشافرمایا'' کچھ لوگ مسجدوں کے لیے میخیں (کیلیں) بن جاتے ہیں (یعنی وہ ہر وقت مسجدوں میں بیٹھے رہتے ہیں) ایسے لوگوں کے ہم نشیں فرشتے ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ مسجد سے غائب ہوجائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اور اگر یہ بیمار ہوجائیں تو اُن کی عیادت کرتے ہیں اور ان کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 13/14 صحیح لغیرہ)

گناہوں سے حفاظت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔

(سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاعتکاف:1781، اسنادہ ضعیف)

اعتکاف ایمان کی علامت

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی خدمت و دیکھ بھال کرتا ہے تو اس کے لیے ایمان کی گواہی دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد وہی لوگ کرتے ہیں جو اِیمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر۔

(سنن ترمذی، رقم الحدیث:3093، اسنادہ حسن)

لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنا بھی ایمان کی نشانی ہے''۔

جنت کی مہمانی

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا ''جو بندہ جس وقت بھی صبح یا شام مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کرواتا ہے (خواہ) وہ بندہ جتنی مرتبہ بھی صبح یا شام مسجد جائے۔

(صحیح البخاری، باب فضل من غدا الی المسجد:662)

ماہنامہ علم و عمل لاہور مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند دن کی بات ہے!

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

29یا30روزے ہوتے ہیں۔قرآن کریم میں بھی اسے چند دن کہا گیا ہے۔تو چند دن کی بات ہے، موبائل پیکج سے پرہیز کرلیں، غیر ضروری کاموں سے بچت کرلیں، نمازوں کا اہتمام کرلیں، تراویح کا اہتمام کرلیں، تلاوت کی پابندی کرلیں، بچوں کو غیر ضروری کاموں سے بچالیں، شوہر کو اور خان دان کو نرمی سے ڈیل کرلیں، ماتحتوں کے ساتھ نرمی کرلیں، سخاوت کو عام کردیں، نیکی کو خوب پھیلائیں، نیکی کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، نیکی چاہے آنکھوں سے ہو، زبان سے ہو، کانوں سے ہو، ارادوں سے ہو، مثبت سوچوں سے ہو، نفلی اور فرضی اعمال سے ہو، تسبیحات سے ہو، جس قدر ہوسکے بڑھالیں۔

اِن دنوں اور راتوں کو اپنے حق میں قبول کروالیں، کام چوری کے بجائے محنت کرنے کی عادت ڈالیں، سحری وافطاری بنانے اور تعاون کرنے سے نہ گھبرائیں، روزہ رکھنے سے نہ گھبرائیں، نمازوں میں ہرگز سستی نہ کی جائے، اور کوشش کی جائے کہ بیس رکعات تراویح روزانہ پڑھی جائیں، اور تمام سنت نمازوں کا اہتمام کیا جائے، اور ہر قسم کی نفلی نمازوں کو عمل میں لایا جائے، نمازِ تہجد میں ناغہ نہ کیا جائے، اور نمازِ اشراق بروقت نہ پڑھ سکیں تو بعد میں پڑھ لیں، اور نمازِ چاشت تو صالحین کی نماز ہے ہی، زوال کے چار نفل کوشش کی جائے کہ روزانہ پڑھ لئے جائیں ایک سلام کے ساتھ عصر کی سنتوں کی طرح۔زبان سے فالتو گفتگو نہ کی جائے، بازاروں کے چکر بغیر شدید مجبوری نہ لگائے جائیں، بغیر پردہ باہر نہ نکلا جائے، استغفار و درود شریف کا خاص اہتمام کیا جائے، سحری و افطاری کے وقت مانگی ہوئی دعائیں قبول ہی قبول ہوتی ہیں، اور سحری و افطاری بنانے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جائے، غریبوں پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے، اور بچوں کو اچھی باتیں، اچھے کام، اچھی عادات کی طرف لگایا جائے، بچوں کی نگرانی امانت سمجھ کر کی جائے، بچے ناجائز کام ہرگز نہ کریں، اور بچوں کے سامنے بھی نہ مناسب بات یا کام نہ کئے جائیں۔ سر کو ڈھانپ کر رکھا جائے حاجی نمازی، متقی پرہیزگار لوگوں کی طرح صورت اپنائی جائے، اُمت کی مغفرت کی خوب دعائیں کی جائیں، پاکستان کے حالات بہتر کرنے کے لیے دُعاؤں کی صورت میں عورتیں بہترین کردار ادا کرسکتی ہیں۔سب کے ساتھ دلی طور پر نفرتیں ختم کر کے جوڑ، محبت اور تعلق کو نارمل اور بحال کیا جائے۔سب کے لیے دُعا گو رہئے اور سب کو معاف کیجیے اور سب کے لیے دعائیں کیجئے پھر امید رکھیے کہ آپ کے لیے بھی دعائیں کی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور پورا پورا عمل نصیب فرمائیں آمین ثم آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحدیث: ترجمہ، ذخیرہ اندوزی صرف گناہ گار شخص ہی کرتا ہے۔(سنن ترمذی:1267، اسنادہ صحیح)

مہر خوش دلی سے اَدا کیجیے!

مولانا قاری سعید قاسم صاحب لاہور

’’مہر‘‘ عورت کا حق ہے، جس قدر جلد ادا کیا جائے زیادہ بہتر ہے۔ بلاوجہ حق مہر کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ نیز عورتوں کے مہر ادا نہ کرنا یا زبردستی اُن سے معاف کروالینا دونوں ہی ظلم اور نااِنصافی کے کام ہیں۔ کسی دوسرے کے مال کو غصب کرنا شریعت میں بڑا جرم اور گناہِ کبیرہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں خوش دلی سے عورتوں کے مہر ادا کرنے کا حکم ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے...ترجمہ: اور دے ڈالو عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے۔ (سورۃ النساء، آیت:4)

مہر عورت کا حق ہے اس آیتِ کریمہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مہر عورت کا حق ہے، اور شوہر پر اس کی ادائیگی واجب ہے، جس طرح دیگر حقوقِ واجبہ کو خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح مہر کو بھی خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے۔

حضرت مولنا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جبر واِکراہ اور دباؤ کے ذریعہ معافی حاصل کرنا تو کوئی چیز نہیں، اس سے کچھ معاف نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ بالکل اپنے اختیار اور رضامندی سے کوئی حصہ مہر کا معاف کردیں یا لینے کے بعد تمہیں واپس کردیں تو وہ تمہارے لیے جائز ہے اور درست ہے۔

یہ مظالم زمانہ جاہلیت میں بہت زیادہ تھے جن کا اِزالہ قرآن حکیم نے مذکورہ آیت میں فرمایا۔

ظلم سے بچیے! افسوس ہے کہ جاہلیت کے زمانہ کی یہ باتیں مسلمانوں میں اب بھی موجود ہیں، مختلف قبیلوں اور علاقوں میں ان مظالم میں سے کوئی نہ کوئی ظلم ضرور پایا جاتا ہے۔ ان سب مظالم سے بچنا لازم ہے آیتِ شریفہ میں جو یہ قید لگائی طیبِ نفس کی یعنی خوشی سے تمہاری بیویاں اگر مہر کا کچھ حصہ تمہیں دے دیں یا تم سے وصول ہی نہ کریں تو تم اس کو کھاسکتے ہو، اس میں ایک بہت بڑا راز ہے۔

بات یہ ہے کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا ذرا سا مال بھی کسی دوسرے کے لیے حلال نہیں ہے، جب تک کہ طیبِ نفس (خوشی) سے اِجازت نہ ہو۔

بطورِ قاعدہ کلیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: خبردار! ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کے لیے) حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔ (مسند احمد:20695، اسنادہ صحیح)

ایسی معافی معتبر نہیں یہ ایک عظیم اُصول ہے اور اس کے ماتحت بہت سے جزئیات آجاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں چوں کہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں ہے، اگر سوال کروں یا معاف نہ کروں تو بد دِلی یا بدمزگی پیدا ہوگی، اس لیے بادلِ ناخواستہ معاف کردیتی ہیں، اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں۔

(مسند احمد، رقم الحدیث:20695، اِسنادہ صحیح)

القرآن الکریم: ترجمہ، اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (سورۃ التوبۃ، آیت:119)

احترامِ انسانیت کے دو بنیادی اُصول

حافظ محمد رافع

دین اسلام نے احترامِ انسانیت کے دو بنیادی اُصول بتائے ہیں:

پہلا اُصول جب تم لوگوں سے ملو تو انسانوں کی طرح ملو، یعنی لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

(سورۃ لقمان، آیت:18)

ترجمہ: گال پھلا کر (بے رُخی سے) مت ملو۔

ہنستے ہوئے چہرہ سے ملیے! جیسے کئی لوگ ملتے ہیں تو اُن کا منہ غصہ سے پھولا ہوتا ہے۔ لہذا جب بھی ہم کسی سے ملیں تو مسکراتے چہرہ کے ساتھ ملیں، ہنس مکھ ملیں۔ اس لیے کہ ہمیں غصہ میں دیکھ کر دوسرا بندہ دور بھاگے گا اور چہرے پر محبت، مسکراہٹ دیکھ کر تمہارے قریب آئے گا۔ اس اصول میں صرف مسلمانوں کی قید نہیں بلکہ جو بھی بندۂ خدا ملے تو اس سے ہنس مکھ چہرہ کے ساتھ ملیں۔ ایک ہوتا ہے ملنا اور ایک ہوتا ہے کسی سے محبت کرنا، یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جہاں محبت ہوتی ہے وہاں بندہ خوشی غمی شیئر کرتا ہے۔

شریعت نے اس بات کی تائید کی ہے کہ محبت صرف اِیمان والوں سے رکھو اگر تم کفار سے محبت رکھو گے تو تم ان کے عقائد قبول کر لو گے۔ لہذا محبت کا تعلق ایمان والوں سے رکھنے کی اجازت ہے۔ باقی میل جول، لین دین، تجارت وغیرہ غیر مسلم سے کی جا سکتی ہے

دوسرا اُصول: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورۃ البقرۃ، آیت:83)

ترجمہ: لوگوں سے اچھے انداز میں گفتگو کرو۔

ہمارے الفاظ کا چناؤ اور بات کرنے کا انداز ایسا ہو کہ وہ بات دوسرے کے دل میں اپنائیت پیدا کرے۔

یہی دو چیزیں ہیں جن کی وجہ سے بندہ دوسرے کے بارے میں رائے قائم کرتا ہے کہ یہ بندہ کیسا ہے۔ پہلا ملا کیسے ہے، دوسرا بات کا انداز کیسا تھا۔ تو شریعت نے ہمیں یہ اُصول بتائے ہیں کہ انسان ہونے کے ناطے یہ دو کام کرنے ہی ہیں یعنی ہم اچھے طریقہ سے ملیں اور اچھے انداز سے بات کریں تو لوگ ہمارے ساتھ ملنے جُلنے میں وحشت اور اجنبیت محسوس نہیں کریں گے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مبارک فرمان ہے: تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ

(صحیح مسلم، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ، رقم الحدیث:136)

ترجمہ: تو روک لے اپنی بُرائی کو لوگوں سے۔

ہر بندہ کے اندر خیر بھی ہے، شر بھی۔ تو فرمایا کہ تم شر دوسروں تک نہ پہنچاؤ، اپنے تک ہی رکھو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق دیں آمین۔

(بقیہ، ص23 کا) چاہے تو مارکیٹ ریٹ کے اعتبار سے نکالے۔ یعنی جس دن صدقۂ فطر ادا کر رہا ہے اس دن کشمش، کھجور، جَو اور گندم کی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی، اس قیمت کے حساب سے ادا کرے۔ [شامی: ۲۸۵/۳] اگر قیمت مختلف ہو تو اوسط قیمت کے حساب سے بھی ادا کرسکتا ہے۔

مولانا
محمد آصف
صاحب، لاہور

عید! خوشی میں اظہارِ بندگی

دُنیا کی قوموں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہوولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور دیگر فضول تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنی سُدھ ہی نہیں رہتی۔ ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے معاصی و منکرات میں مبتلا ہو کر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

دو خوشی کے دن

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان سب سلسلوں کو ختم فرما کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عیدالفطر و عیدالاضحیٰ) مقرر فرمائے

(سنن ابی داؤد، باب صلاۃ العیدین، رقم الحدیث: 1134، اسنادہ صحیح)

خوشی میں بندگی کا اہتمام

اور ان دنوں میں اظہارِ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہوولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کروایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر و باطن سے نمایاں ہو سکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن و دِماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں چلیں اور بدن کا رگ و ریشہ اور رواں رواں اظہارِ مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔ ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربّ کائنات کا بندہ ہے وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر کے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہو جائے اس بندہ کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اسی لیے قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر (سورۃ التوبۃ، آیت: 72)

ترجمہ: اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے۔

خوشی کے دن کا تقاضا

اِسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لیے خوشی کے دنوں میں اظہارِ بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دو رکعت ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دے کہ وہ واقعی اپنے ربّ تعالیٰ کا فرماں بردار اور اِطاعت گزار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔

القرآن الکریم: ترجمہ، فضول خرچی کرنیوالوں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ (سورۃ الشعراء، آیت: 151)

اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ بندے

ماہنامہ علم وعمل لاہور مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ

(صحیح البخاری، باب من طلب دم امرء بغیر حق:6882)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص سب سے زیادہ مبغوض (ناپسند) ہیں: (1) حرم میں حد سے تجاوز کرنے والا (2) اسلام میں جاہلیت کی رسمیں (کفر کے طریقے) کا خواہش مند (3) ناحق کسی کے خون بہانے کا طلب گار۔

تشریح: اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تین لوگوں سے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہیں۔

(1) ان میں پہلا وہ شخص ہے جو حرم یعنی بیت اللہ اور اس کے اردگرد علاقہ جسے حرم کہا جاتا ہے اور وہاں جا کر ایمان تازہ اور اعمال کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا بدبخت ہو جو اس جگہ بھی حرام کام کرنے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سخت ناپسند کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اساف مرد اور نائلہ نامی عورت نے بیت اللہ کے پاس زنا کا ارتکاب کیا تو اللہ رب العزت نے اسی جگہ انہیں پتھر کا بنا دیا۔ انہیں بڑے لمبے عرصہ تک صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر عبرت کے لیے رکھا گیا تھا، بعد میں مشرکین نے ان کی پوجا شروع کر دی تو فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے انہیں تڑوا دیا تھا۔ (الروض الانف 772/1)

(2) دوسرا وہ شخص ہے جو اسلام میں بھی کفریہ کاموں کی خواہش رکھتا ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جس نے انسانوں کو کفر کی گندگی سے نکال کر پاکیزہ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا بدبخت ہو جو اس نعمت کی ناشکری کرے اور کفر کی رسموں کی گندگی اپنانے کی خواہش رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔

عبرت ناک واقعہ ایک شخص کے متعلق واقعہ مذکور ہے کہ اسے غسل کی حاجت پیش آتی تو کہتا کہ عیسائی مذہب میں غسل واجب نہیں ہوتا تھا ان کی یہ بات اچھی تھی۔ مرنے کے بعد تفصیلی واقعہ کے بعد علم ہوا کہ اس کی نعش کو قدرتی طور پر عیسائیوں کے قبرستان میں پہنچا دیا گیا العیاذ باللہ۔

(3) تیسرا وہ شخص جو کسی کا ناحق خون بہانا چاہتا ہو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ترجمہ: اگر کسی نے کسی کو ناحق قتل کیا تو گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کیا اور اگر کسی نے دوسرے انسان کی جان بچائی تو گویا کہ اس نے ساری انسانیت کی جان بچالی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

الحدیث: ترجمہ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے، نہ اس کو حقیر جانے۔ (صحیح مسلم:2564)

◉ گزشتہ سالوں کی طرح جامعہ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیرِ اہتمام سنٹر بنا اور شعبہ حفظ کا امتحان ہوا، جس میں تقریباً 395 طلباء نے اِمتحان دیا

◉ جامعہ میں تعلیم کے ساتھ ہنر مندی کو بھی فروغ دیا جارہا ہے، اسی سلسلے میں اے سی اور فریج ورکشاپ اور پھر مسلسل اس کی کلاس ہوئی اور سالانہ امتحانات کے ساتھ اے سی فریج سے متعلق بھی امتحان لیا گیا۔

◉ سالانہ چھٹیوں میں جامعہ کے ایک استاذ صاحب اور کئی طلباء تبلیغی جماعت میں وقت لگانے تشکیل پر روانہ ہوئے۔ اور لاہور کے تبلیغی اجتماع میں جامعہ کے چند اساتذہ وطلباء نے شرکت کی، الحمدللہ تعالیٰ۔

◉ گزشتہ سالوں کی طرح اِس سال بھی رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اِس جامعہ میں مَرد حضرات کے لیے اعتکاف میں بیٹھنے کا اِنتظام ہوگا اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ دورانِ اعتکاف اِس جامعہ کے مہتمم و مدیر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی بعد نمازِ تراویح معتکفین کے ساتھ خصوصی نشست کا اہتمام ہوتا ہے، جس میں دِینی مسائل اور روزمرّہ پیش آنے والی بہت سی دینی باتیں بڑے عام فہم انداز میں عملی طور پر سکھلائی جاتی ہیں۔

◉ اِس جامعہ میں درجہ کتب میں داخلے عید الفطر کے بعد ۱۰ رشوال ۱۴۴۴ھ / بمطابق یکم مئی سے ہونا طے پائے ہیں جو کہ تقریباً ایک ہفتہ جاری رہیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ درجہ اولیٰ کے داخلہ کے لیے میٹرک پاس ہونا ضروری ہوگا، جب کہ میٹرک وحافظِ قرآن کو ترجیح ہوگی۔ اس کے علاوہ درجہ ثانیہ تا درجہ سابعہ (موقوف علیہ) میں داخلہ کے خواہش مند ممتاز درجہ میں پاس ہونے والے طلباء بھی چند مخصوص نشستوں پر داخلہ لے سکتے ہیں۔ اور دورۂ حدیث شریف میں داخلہ کے لیے جید جدًّا یا کم از کم جید درجہ میں پاس ہونا ضروری ہوگا درجہ موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف کے طلباء کو ماہانہ معقول وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ داخلہ کے خواہش مند طلباء کا سابقہ اَسناد وغیرہ کے ساتھ اپنا اصل شناختی کارڈ اور اُس کی ایک عدد فوٹو کاپی ساتھ لانا ضروری ہوگا۔ بصورتِ دیگر اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔ داخلہ کے لیے والد/سرپرست کو بھی ساتھ آنا چاہیے۔

اس جامعہ میں تین کنال زمین طلباء کے ہوسٹل کے لیے خریدی گئی تھی۔ کئی سال گزرنے کے باوجود ابھی تک تعمیر کی منتظر ہے۔ قارئین سے دعاؤں اور توجہ کی درخواست ہے۔

جامعہ کے فی طالب علم کا ماہانہ وسالانہ خرچہ

درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا ماہانہ خرچ 2000/= روپے تقریباً اِس طرح درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا سالانہ خرچ 24000/= روپے تقریباً۔ اور درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی ماہانہ خرچ 7500 روپے تقریباً (کھانا 4500 اور دِیگر اخراجات 3000/= روپے تقریباً)۔ اس طرح درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی سالانہ خرچ 90,000/= روپے (کھانا 54000/= اور دِیگر اخراجات 36000 روپے تقریباً)۔

مخیّر حضرات اپنے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے اِس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجیے۔ نیز صدقات، زکات وعطیات اور عشر وغیرہ کے لیے بھی یہ ادارہ ایک اچھا مصرف ہے۔

Monthly ILM-O-AMAL Lahore CPL No. 200 اللہ اکبر

جولوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت کرتے ہیں، اور جنہوں نے نمازوں کی پابندی کر رکھی ہے، اور ہم نے جو رِزق اُنہیں دیا ہے، اُس میں سے وہ (نیک کاموں میں) پوشیدہ اور علانیہ (دونوں طرح) خرچ کرتے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق) ایسی (نفع بخش) تجارت کے اُمیدوار ہیں جس میں کبھی نقصان نہیں ہوگا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں پورا پورا اَجر دے، (بلکہ) اپنے فضل سے اور زیادہ بھی عطا فرمادے، یقیناً وہ (خطاؤں کو) بخشنے والا اور (بندوں کی عبادت کا) قدر دان (بھی) ہے۔

سورۃ الفاطر، آیت: 30,20

صَدقۂ فِطر کی مقدار

ماہِ رمضان کریم 1444ھ بمطابق 2023ء

اپنے شہر اور علاقہ سے مذکورہ اَجناس کی تازہ قیمت معلوم کر کے فطرانہ کی اَدائیگی کیجیے!

جنس	مقدار	رقم
گندم/گندم کا آٹا	تقریباً 2 کلو	250 روپے
کھجور/چھوارہ	تقریباً 4 کلو	2800 روپے
جو/جو کا آٹا	تقریباً 4 کلو	500 روپے
کشمش	تقریباً 4 کلو	4000 روپے

الحمدللہ جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور میں سینکڑوں طلباء زیرِ تعلیم ہیں، جن کے کھانے پینے، رہائش، علاج معالجے اور کتب سمیت جملہ ضروریات جامعہ کے ذمہ ہیں۔ یہ دینی ادارہ دین اسلام کی حفاظت اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا اہم ذریعہ ہے۔ ایسے احباب جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے اور ان ضروریات کو پورا کرنے میں اپنا کردار اَدا کر رہے ہیں، یقیناً یہ اُن کے لیے بڑی سعادت مندی اور صدقہ جاریہ ہے۔

رِسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کی رقم جمع کرانے کے لئے

"بینک الفلاح" کا اکاؤنٹ نمبر: 5575-5000028650

"البرکہ بینک" کا اکاؤنٹ نمبر: 0322-0102580779016

بنام: Mahnama ilm-o-amal Lahore

ماہنامہ علم و عمل لاہور کے اِجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز:

1 0302-4143044
2 0331-4546365

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر:
0322-8405054
0321-4200041
042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر (رجسٹرڈ) 23 کلومیٹر فیروز پور روڈ، گجومتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور، پاکستان

پوسٹ کوڈ: 53100